عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۳۷ | ۲۱ تا ۲۸ رجب مطابق ۸ تا ۱۵ اپریل ۲۰۱۸ | شمارہ ۱۴

اور قادیانیت کشمیر میں بھی ہار گئی

قادیانی اقلیت سے متعلق اسلام آباد ہائی کورٹ کا اہم فیصلہ

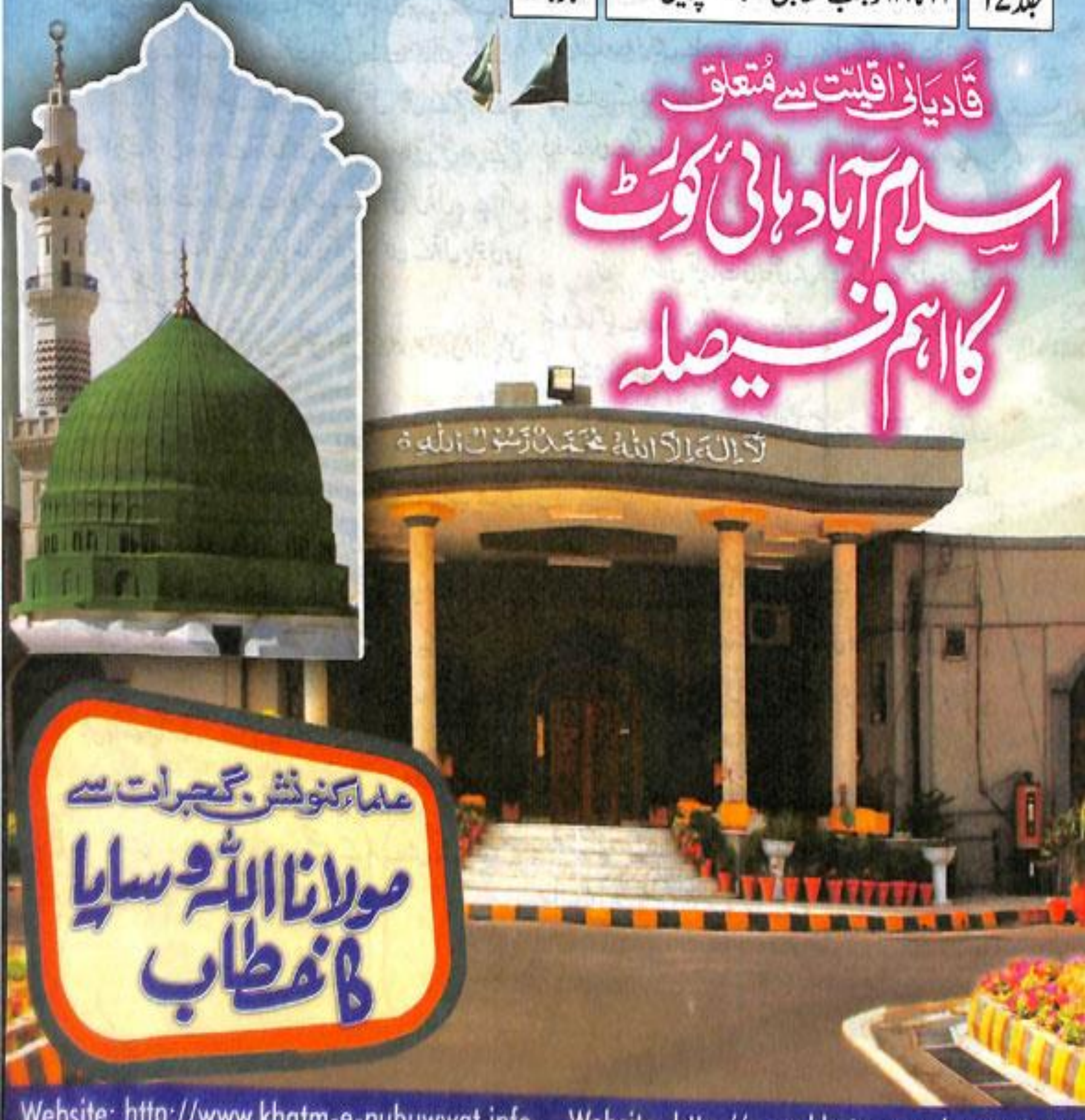

علماء کنونشن گجرات سے مولانا اللہ وسایا کا خطاب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شفق ابیض میں نماز عشاء

س:.....کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں:

۱:... اگر کوئی شخص شفق ابیض میں عشاء کی نماز پڑھ لے تو یہ درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو یہ مسئلہ عمومی ہے یا خصوصی یعنی عذر کی وجہ سے یہ کہ صاحب عذر شخص شفق ابیض کے غائب ہونے تک سخت بیماری کی وجہ سے انتظار نہیں کرسکتا۔

۲:... امام اعظم ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق شفق ابیض کے ختم ہونے پر عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور صاحبینؒ کے قول کے مطابق شفق احمر کے ختم ہونے پر عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے تو پوچھنا یہ ہے کہ فتویٰ کس قول پر ہے؟ اگر فتویٰ امام صاحبؒ کے قول پر ہو تو کیا عذر کی بنا پر صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

۳:... کن کن اعذار کی وجہ سے شفق ابیض کے اندر عشاء کی نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

ج:.....صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کے اختتام پر مغرب کا وقت ختم ہوکر عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے جبکہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ہاں جب تک شفق ابیض ختم نہ ہو عشاء کا وقت شروع نہیں ہوتا، اسی میں ہی احتیاط ہے، کیونکہ عبادات میں احتیاط ہی کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ تاہم کتب فقہ میں حضرات صاحبین کے قول کو مفتی بہ قرار دیا گیا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص شفق ابیض کے ختم ہونے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھ لے تو صاحبین کے قول کے مطابق اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن بلا عذر ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

جائیداد پر بیٹی کا حصہ کم کیوں؟:

س:.....اسلام میں جائیداد کی تقسیم کے بارے میں بیٹا اور بیٹی کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:.....بیٹے کو شرعاً بیٹی کی نسبت دوہرا حصہ ملے گا، کیونکہ لڑکے پر ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں، اس لئے کہ لڑکا گھر کے اخراجات کا کفیل ہے، اس کے ذمہ چھوٹے اور نابالغ بہن بھائیوں کے اخراجات کی ذمہ داری ہے، اگر ماں زندہ ہے تو اس کے اخراجات کا بھی وہی کفیل ہوگا، بیوی بچوں کی ذمہ داری بھی اس کی ہے، جبکہ لڑکی پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے، جب تک ماں باپ یا بھائی کے گھر میں ہے تو اس کے اخراجات ان کے ذمہ ہیں، شادی کے بعد شوہر کی، شوہر کا انتقال ہوجائے تو اولاد پر اس کی ذمہ داری ہے، اگر کوئی نہ ہو تب بھی بیت المال اس کے اخراجات کا ذمہ دار ہے۔

لڑکے، لڑکی کے حقوق

س:.....اسلامی تعلیمات کی روشنی میں لڑکا، لڑکی کے حقوق برابر ہیں، جبکہ دیکھا گیا ہے کہ والدین لڑکوں پر بہت توجہ دیتے ہیں اور لڑکیوں کو نظر انداز کردیتے ہیں، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:.....بحیثیت اولاد کے لڑکے، لڑکی کے برابر کے حقوق ہیں جو لوگ لڑکوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں اور لڑکیوں کو نظر انداز کرتے ہیں وہ مشرکین مکہ کا کردار ادا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ کے غضب سے ڈرنا چاہئے۔

طلاق بالمعاوضہ خلع ہے

س:.....میں اپنے شوہر سے طلاق لے رہی ہوں، عدالت میں خلع کی درخواست نہیں دی، کیونکہ طلاق میں خود مانگ کر لے رہی ہوں، تو کیا اس کو خلع کہا جائے گا؟ اور مجھے خلع کی عدت گزارنی ہوگی یا نہیں؟

ج:.....اگر آپ طلاق کے عوض میں شوہر کو حق مہر معاف کردیں یا کسی معاوضہ کے بدلے طلاق لے لیں تو یہ خلع ہوگا۔ جس طرح طلاق کی عدت گزارنا ہوتی ہے، اسی طرح خلع کی بھی عدت ہوتی ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۲۱ تا ۲۸ ر رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ر اپریل ۲۰۱۸ء شمارہ: ۱۴

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانی اقلیت کے متعلق اسلام آباد ہائیکورٹ کا اہم فیصلہ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ کا خطاب	۹	ادارہ
اور کشمیر میں قادیانیت ہار گئی	۱۱	مولانا محمد حنیف جالندھری
شاہد صدیقی کا فیصلہ اور جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ	۱۳	اوریا مقبول جان
علماء کنونشن گجرات میں مولانا اللہ وسایا مدظلہ خطاب	۱۵	ادارہ
معتمد و غیر معتمد تفاسیر (۲۹)	۲۰	مولانا فضل محمد یوسف زئی
رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام (۱۷)	۲۳	حافظ عبیداللہ
اس حریف بے زباں کی گرم گفتاری بھی دیکھ!	۲۶	مولانا محمد سلمان بجنوری

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

تسبیح، تحمید، استغفار اور درود شریف

حدیث قدسی ۱۳: حضرت حکیم بن عبداللہ بن خطاب حضرت امام انیس سے جو صاحبزادے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! آیت: ’’ان اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی ‘‘ کا کیا مطلب ہے؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات اسرار میں سے ہے، اگر تم دریافت نہ کرتے تو میں تم کو نہ بتاتا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے متعلق دو فرشتے مقرر کئے ہیں، جس مسلمان کے سامنے میرا نام لیا جاتا ہے اور وہ میرے اوپر درود پڑھتا ہے تو یہ دونوں فرشتے اس شخص کو کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ تیری مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں کہتے ہیں: آمین!۔ (طبرانی)

اسرار یعنی اللہ تعالیٰ کے بھیدوں میں سے ایک بھید کی بات ہے۔

حدیث قدسی ۱۴: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ: جب آپ کو چھینک آئے تو یوں کہا کیجئے: ’’الحمد للّٰہ لکرمہ والحمد اللّٰہ کفر جلالہ ‘‘ تو اللہ تعالیٰ آپ کے جواب میں کہے گا: میرے بندے نے سچ کہا، اس کی بخشش کر دی گئی۔ (ابن السنی)

حدیث قدسی ۱۵: حضرت ابوالدرداؓ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ ’’سبحان اللّٰہ ‘‘ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا، میری پاکی اور میری حمد بیان کی، تسبیح کا سوائے میرے کوئی مستحق نہیں ہے۔ (دیلمی)

حدیث قدسی ۱۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ جب کہتا ہے: اے رب! اے رب! تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں حاضر ہوں، مانگ! جو مانگے گا دیا جائے گا۔ (دیلمی)

نمازی کے سامنے سے گزرنا

س:...... نمازی کے سامنے سے گزرنے سے متعلق شریعت کی تعلیمات کیا ہیں؟

ج:...... شریعت نے نمازی کے سامنے سے گزرنے کو سخت گناہ قرار دیتے ہوئے، اس سے منع فرمایا ہے، سامنے سے گزرنے والے کو گناہ ہوگا لیکن نماز فاسد نہیں ہوگی۔ لہٰذا نمازی گھر ہو، کھلا میدان ہو یا مسجد بہر حال نماز پڑھنے کے لئے اول تو ایسی جگہ کا انتخاب کرے کہ آنے جانے والوں کو اس کے سامنے سے نہ گزرنا پڑے یا ان کے گزرنے کا راستہ تنگ نہ ہو جائے اور انہیں دشواری پیش نہ آئے یا اپنی پیشانی (ابرو) کے سامنے دائیں یا بائیں تین ہاتھ آگے سترہ کھڑا کرلے تاکہ لوگ سترے کے آگے سے بلا جھجک گزر سکیں، گزرنے والے نمازی کے سامنے کی آٹھ فٹ (2.44 میٹر) جگہ کے آگے سے گزر سکتے ہیں (مساجد میں فرض نمازوں کے فوراً بعد نمازی پیچھے آنے کے لئے جلد بازی کرتے ہوئے بد احتیاطی کا مظاہرہ کرکے سخت گناہ کا بوجھ اپنے سروں پر لاد لیتے ہیں)۔

س:...... سترہ کسے کہتے ہیں اور وہ کم از کم کیسا ہونا چاہئے؟

ج:...... لکڑی لاٹھی یا کوئی چیز جو کم از کم ایک ہاتھ اونچی ہو، ایک انگلی کی موٹائی کے برابر موٹی ہو، نمازی نماز پڑھنے سے پہلے اپنے سامنے گاڑ لے (تاکہ دوسرے لوگ اس کے آگے سے بغیر گناہ کے گزر سکیں) اصطلاح میں اسے سترہ کہا جاتا ہے۔ اگر پکے فرش پر اسے گاڑا نہ جاسکے تو اسے نمازی اپنے سامنے لمبائی میں بچھا لیا کرے۔ نیز سترے کے طور پر ایک ہاتھ کی اونچائی کے برابر دوسری چیزیں بھی استعمال کی جاسکتی ہیں۔

س:...... کیا جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں امام صاحب اور تمام مقتدیوں کے سامنے سترے کا ہونا ضروری ہے۔

ج:...... نہیں! صرف امام صاحب کے سامنے سترہ ہونا چاہئے جو تمام مقتدیوں کے لئے کافی ہوگا۔

س:...... کیا بغیر سترے کے نماز پڑھنے والا نماز کی حالت میں آگے سے گزرنے والے کو روکنے کے لئے کوئی تدبیر کرسکتا ہے؟

ج:...... جی ہاں! نماز کی حالت میں اپنا سیدھا ہاتھ اپنے سامنے کی طرف بڑھا سکتا ہے تاکہ گزرنے والا متوجہ ہوکر رک جائے۔

س:...... کیا طواف کی جگہ (مطاف) پر نماز پڑھنے والوں کے سامنے سے بیت اللہ کا طواف کرنے والے طواف کرتے ہوئے گزر سکتے ہیں؟

ج:...... جی ہاں! طواف کرتے ہوئے نمازیوں کے سامنے سے گزرا جاسکتا ہے۔

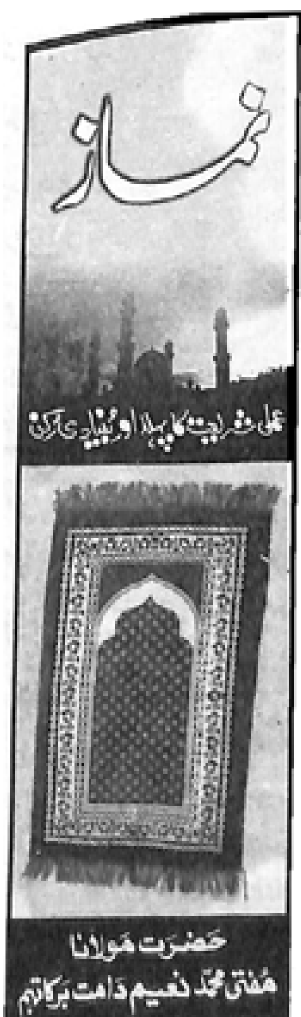

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانی اقلیت کے متعلق اسلام آباد ہائی کورٹ کا اہم فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ہمارا ملک پاکستان نظریۂ اسلام پر بنا تو ضرور ہے، لیکن سات دہائیاں گزرنے کے باوجود کسی ایک حکومت نے بھی خلوصِ دل سے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوئی کوشش اور پیش رفت نہیں کی۔ بلکہ بانیانِ پاکستان کی منظور کردہ قراردادِ مقاصد، ۱۹۷۳ء کے متفقہ آئین و دستور میں شامل اسلامی دفعات، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے متعلق قوانین اور حضور اکرم ﷺ کی ناموس کے لئے آئینی شقیں اُن کے لئے روزِ اول سے سوہانِ روح اور آنکھ کا تنکا بنی ہوئی ہیں۔

موجودہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے بھی اپنے اندرونی وبیرونی آقاؤں کو خوش کرنے، مغربی قوتوں کے اعتماد کے حصول اور ان سے کیے گئے وعدہ کے ایفاء کے لئے ایک بار پھر عقیدہ ختم نبوت کے متعلق دفعات میں مخفی اور چوری چھپے طریقے سے نقب لگائی، لیکن عوامی دباؤ کی بنا پر ان کو سجدۂ سہو کرنا پڑا اور ان کے مذموم عزائم ناکام ہوئے۔

گزشتہ سے پیوستہ شمارہ کے اداریہ میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ جب ختم نبوت کے متعلق حلف نامہ اور دوسری شقوں کو حذف کیا گیا تھا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے اسلام آباد ہائی کورٹ میں پٹیشن دائر کی۔ عدالتِ عالیہ نے پہلی سماعت کے بعد حکم امتناع جاری کیا۔ کیس سننے کے بعد عدالتِ عالیہ کے معزز جج جناب شوکت عزیز صدیقی صاحب نے اب تفصیلی فیصلہ سنایا ہے۔ افادۂ عام اور تاریخ میں محفوظ کرنے کی غرض سے اس فیصلہ کو یہاں نقل کیا جاتا ہے:

آرڈر شیٹ

اسلام آباد عدالتِ عالیہ، اسلام آباد

مولانا اللہ وسایا (رٹ پٹیشن نمبر 3862|2017) بنام: فیڈریشن آف پاکستان بذریعہ سیکرٹری، منسٹری آف لا اینڈ جسٹس، وغیرہ

....

یونس قریشی، وغیرہ (رٹ پٹیشن نمبر 3847|2017) بنام: فیڈرل گورنمنٹ بذریعہ وزیر اعظم اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، وغیرہ

....

تحریک لبیک یا رسول اللہ (رٹ پٹیشن نمبر 3896|2017) بنام: فیڈرل گورنمنٹ بذریعہ وزیر اعظم اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، وغیرہ

....

سول سوسائٹی بذریعہ صدر (رٹ پٹیشن نمبر 4093|2017) بنام: فیڈرل گورنمنٹ بذریعہ وزیر اعظم اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، وغیرہ

نمبر شمار حکم وکارروائی	تاریخ حکم	حکم بمع دستخط جج اور دستخط فریقین ووکلاء (جہاں ضروری ہوں)
1	2	3

20 09-03-2018

حافظ عرفات احمد چوہدری، مس کاشفہ نیاز اعوان اور زاہد تنویر فاضل وکلاء بمع سائل (رٹ پٹیشن نمبر 3862|2017) جناب محمد طارق اسد،

ایڈووکیٹ (رٹ پٹیشن نمبر 3847|2017) حافظ فرمان اللہ، ایڈووکیٹ، سید محمد اقبال ہاشمی، ایڈووکیٹ، مس بسمہ نورین، انٹروینرز۔

مسئول علیہم

ارشد محمود کیانی، ڈپٹی اٹارنی جنرل، مس نویدہ نور، ایڈووکیٹ، آئی بی، جناب نعمان منور، اصغر، نمائندگان منسٹری آف لا اینڈ جسٹس، سید جنید جعفر، لاء آفیسر، جناب عثمان یوسف مبین، چیئرمین، جناب ثاقب جمال، ڈائریکٹر لیگل اور ذوالفقار علی، ڈی جی پروجیکٹ، نادرا

جناب کامران رفعت، ڈپٹی ڈائریکٹر، فیڈرل پبلک سروس کمیشن، جناب ایم شاہد، ڈپٹی ڈائریکٹر، جناب زرناب خٹک، ایس او، اسٹیبلشمنٹ ڈویژن، جناب قیصر مسعود، ایڈیشنل ڈائریکٹر لاء، ایف آئی اے، جناب وقار چوہدری، ڈی پی او، لیجسلیشن، قومی اسمبلی

عدالتی معاونین (مذہبی عالم): پروفیسر ڈاکٹر حسن مدنی، پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن، پروفیسر ڈاکٹر محسن نقوی، مفتی محمد حسین خلیل خیل۔

عدالتی معاونین (آئینی ماہر): جناب محمد اکرم شیخ، سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ، ڈاکٹر محمد اسلم خاکی، سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ، ڈاکٹر بابر اعوان، سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ۔

تواریخ سماعت

22.02.2019 , 23.02.2018 , 26.02.2018 27.02.2018 , 28.022018 , 01.03.2018 , 02.03.2018 , 05.03.2018 , 06.03.2018 & 07.03.2018

شوکت عزیز صدیقی:- اُن تمام وجوہات کی بناپر جو کہ بعد میں درج کی جائیں گی، یہ تمام آئینی درخواستیں مندرجہ ذیل اعلانیہ احکامات کے ساتھ منظور کی جاتی ہیں:

1:-دینِ اسلام اور آئینِ پاکستان مذہبی آزادی سمیت اقلیتوں (غیر مسلموں) کے تمام بنیادی حقوق کی مکمل ضمانت فراہم کرتا ہے۔ ریاست پر لازم ہے کہ ان کی جان، مال، جائیداد اور عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور بطور شہری ان کے مفادات کا تحفظ کرے۔ آئین کی شق نمبر 5 کے مطابق ہر شہری کا بنیادی فرض ہے کہ وہ ریاست کا وفادار اور آئین وقانون کا پابند ہو۔ یہ فریضہ ان افراد پر بھی لازم ہے جو پاکستان کے شہری نہیں، لیکن یہاں موجود ہیں۔

2:-ریاستِ پاکستان کے ہر شہری کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی شناخت درست اور صحیح کوائف کے ساتھ کرائے۔ کسی مسلم کو اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ اپنی شناخت کو غیر مسلم میں چھپائے، بعینہٖ کسی غیر مسلم کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خود کو مسلم ظاہر کر کے اپنی پہچان اور شناخت کو چھپائے۔ ایسا کرنے والا ہر شہری ریاست سے دھوکہ دہی کا مرتکب ہوتا ہے، جو کہ آئین کو پامال کرنے اور ریاست سے استحصال کے زمرے میں آتا ہے۔

3:-آئینِ پاکستان کی شق نمبر 260 ذیلی شق 3 جزاے اور بی میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف بالصراحت موجود ہے، جسے اجماعِ قوم کی حیثیت حاصل ہے۔ بدقسمتی سے اس واضح معیار کے مطابق ضروری قانون سازی نہیں کی جاسکی۔ نتیجۃً غیر مسلم اقلیت اپنی اصل شناخت چھپا کر اور ریاست کو دھوکہ دیتے ہوئے خود کو مسلم اکثریت کا حصہ ظاہر کرتی ہے، جس سے نہ صرف مسائل جنم لیتے ہیں، بلکہ انتہائی اہم آئینی تقاضوں سے انحراف کی راہ بھی ہموار ہو جاتی ہے۔ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کا یہ بیانیہ کہ سول سروس کے کسی بھی افسر کی اس حوالے سے شناخت موجود نہیں، ایک المیہ ہے، جو کہ آئینِ پاکستان کی روح اور تقاضوں کے منافی ہے۔

4:-پاکستان میں بسنے والی بیشتر اقلیتیں اپنے ناموں اور شناخت کے حوالے سے جداگانہ پہچان رکھتی ہیں، لیکن ہمارے آئین کی رو سے قرار دی گئی ایک اقلیت اپنے ناموں اور عمومی پہچان کے حوالے سے بظاہر مختلف تشخص نہیں رکھتی۔ بدیں وجہ ایک سنگین آئینی مسئلہ جنم لیتا ہے، وہ با آسانی اپنے ناموں کی وجہ سے اپنے عقیدہ کو مخفی رکھ کر مسلم اکثریت میں شامل ہو جاتے ہیں اور اعلیٰ اور حساس مناصب تک رسائی حاصل کر کے ریاست سے فوائد سمیٹتے رہتے ہیں۔ اسلامیات کا مضمون پڑھانے کے لئے اساتذہ کے لئے مسلمان ہونا لازمی شرط قرار دیا جائے۔

5:-اس صورتِ حال کا تدارک اس لئے ضروری ہے کہ بعض آئینی عہدوں پر کسی غیر مسلم کی تقرری یا انتخاب ہمارے دستور کے خلاف ہے۔ چونکہ پارلیمنٹ کی رکنیت سمیت اکثر محکموں کے لئے اقلیتوں کا خصوصی کوٹہ بھی مقرر ہے، اس لئے جب کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والا شخص اپنا اصل مذہب اور عقیدہ

چھپا کر خود کو فریب کاری کے ذریعے مسلم اکثریت کا جزو ظاہر کرتا ہے تو دراصل وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے الفاظ اور روح کی صریح خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس خلاف ورزی کو روکنے کے لئے ریاست کو ضروری اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

6۔ ختم نبوت کا معاملہ ہمارے دین کی اساس ہے۔ تاریخ میں اس اساس پر حملوں کی لاتعداد مثالیں موجود ہیں۔ اس اساس کی حفاظت یقینی بنانا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ پارلیمنٹ انتہائی معتبر ادارہ ہونے اور ملک پاکستان کے عوام کی ترجمان ہونے کی حیثیت سے اس اساس کی پاسبان ہے۔

اس ضمن میں پارلیمان سے بھرپور بیداری اور حساسیت کی توقع رکھنا مسلم اکثریت کا حق ہے۔ ختم نبوت کے بنیادی عقیدے کے تحفظ کے ساتھ پارلیمنٹ ایسے اقدامات پر بھی غور کرنا چاہیے جن کے ذریعے اس عقیدے پر ضرب لگانے والوں کی سازشوں کا مکمل سدباب ہو سکے۔ "نبی مہربان حضرت محمد ﷺ خاتم المرسلین ہیں اور ان کے بعد کوئی شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا، خائن اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" کو آئین کے اعلامیہ کے طور پر بھی پڑھا جانا چاہیے، پارلیمان اس معاملہ پر غور کرنے کی مجاز ہے۔

7۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ قانونی سقم سامنے آتے اور غلطی کا احساس ہوتے ہی پارلیمنٹ نے اجتماعی دانش کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس معاملے پر بھرپور حساسیت کا مظاہرہ کیا اور متذکرہ قانون کو بادی النظر میں آئینی تقاضوں کے ہم آہنگ کیا۔ ایسے معاملات اسی حساسیت اور یکجہتی کا تقاضا کرتے ہیں۔ سینیٹر راجہ ظفر الحق نے ایک منجھے ہوئے قانون دان اور تجربہ کار پارلیمنٹیرین کی حیثیت سے اپنی سربراہی میں قائم کردہ کمیٹی کی جانب سے انتہائی اعلیٰ رپورٹ مرتب کی، جس میں معاملے کے تمام پہلوؤں کا انتہائی جامعیت، دیانت داری اور دانش مندی کے ساتھ احاطہ کرتے ہوئے منفی تاثرات کو زائل کیا۔ اب یہ پارلیمان پر منحصر ہے کہ وہ اس معاملہ پر مزید غور کرے یا اجتناب۔

8۔ ریاست کے لئے لازم ہے کہ سواد اعظم کے حقوق، احساسات اور مذہبی عقائد کا خیال رکھے اور ریاست کے آئین کے ذریعہ قرار دیے گئے ریاست کے مذہب "اسلام" کے مطابق اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا اہتمام کرے۔

بلاشبہ ان اقدامات کا مقصد معاشرے کو انتشار سے بچانا اور آئینی تقاضوں کے مطابق جداگانہ مذہبی شناخت رکھنے والی تمام اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ بھی ہے، جو پاکستان کا شہری ہونے کے ناطے انہیں حاصل ہیں۔ لہٰذا عدالت یہ حکم جاری کرتی ہے کہ:

i شناختی کارڈ، پیدائشی سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ کے حصول اور انتخابی فہرستوں میں اندراج کے لئے درخواست گزار سے آئین کی شق 260 ذیلی شق (3) اے بی میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف پر مبنی بیان حلفی لازمی قرار دیا جائے۔

ii تمام سرکاری و نیم سرکاری محکموں بشمول عدلیہ، مسلح افواج، اعلیٰ سول سروسز میں ملازمت کے حصول یا شمولیت کو بھی متذکرہ بالا بیان حلفی سے مشروط قرار دیا جائے۔

iii نادرا اپنے قواعد میں کسی بھی شہری کی طرف سے اپنے درج شدہ کوائف، بالخصوص مذہب کے حوالے سے درستی کے لئے مدت کا تعین کرے۔

iv مقننہ آئین کے تقاضوں، عدالت عظمیٰ کے فیصلہ 1993SCMR1748 اور عدالت عالیہ لاہور کے فیصلہ PLD1992 Lah 1 میں طے شدہ قانونی بنیادوں کو روبعمل لا کر ضروری قانون سازی کرے۔ ایسی تمام اصطلاحات جو دین اسلام اور مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں، انہیں کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی پہچان چھپانے کی غرض یا دیگر مقاصد کے لئے استعمال سے روکنے کے لیے بھی موجودہ قانون میں ضروری ترمیم اور اضافہ کرے۔

v حکومت پاکستان اس بات کا خصوصی اہتمام کرے کہ ریاست کے تمام ریکارڈ میں درست کوائف موجود ہوں اور کسی بھی شہری کے لئے اپنی اصل پہچان اور شناخت چھپانا ممکن نہ ہو سکے۔ نادرا میں قادیانیوں، مرزائیوں کی درج شدہ تعداد اور مردم شماری میں بیان کیے گئے اعداد و شمار میں نمایاں فرق کی تحقیقات کرتے ہوئے ضروری اقدامات اٹھائے جائیں۔

vi ریاست پاکستان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مسلم امہ کے حقوق، جذبات اور مذہبی عقائد کی حفاظت کرے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق

کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی توفیق سے تمام فاضل وکلاء، قانونی ماہرین اور مذہبی اسکالرز نے اس مقدمہ کے دوران بھرپور معاونت کی اور یہ عدالت ان کی کاوشوں کا اعتراف کرتی ہے۔ اسی طرح تمام سرکاری افسران- جو مختلف اداروں سے تعلق رکھتے ہیں- کا تعاون قابلِ تعریف تھا۔ مزید برآں جناب ارشد محمود کیانی، ڈپٹی اٹارنی جنرل صاحب نے مثالی کردار ادا کیا اور اپنی ہمہ وقت کاوش وانتھک محنت سے عدالت کی طرف سے لگائی جانے والی ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا کیا، جس سے عدالت کو صحیح نتائج پر پہنچنے میں مدد ملی۔

یہ حکم اردو اور انگلش دونوں زبانوں میں جاری کیا جارہا ہے۔"

....

جیسا کہ قارئین نے پڑھا کہ عدالتِ عالیہ نے قرار دیا ہے کہ آئین کی شق نمبر:۵ کے مطابق ہر شہری کا بنیادی فرض ہے کہ وہ ریاست کا وفادار اور آئین وقانون کا پابند ہو، جب کہ بارہا یہ ثابت ہوچکا ہے کہ قادیانی نہ صرف یہ کہ بیرونِ ملک پاکستان کے اہم راز افشاء کرتے ہیں، بلکہ پاکستان کو بدنام کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آج تک انہوں نے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے کو بھی قبول نہیں کیا، کیا کہا جائے کہ یہ ریاست کے ساتھ وفاداری ہے یا غداری؟ اور یہ آئین وقانون کی پابندی ہے یا قانون وآئین شکنی اور بغاوت؟

اسی طرح عدالت نے واضح کیا ہے کہ مسلم ہو یا غیر مسلم، وہ اپنی شناخت کو چھپانے والا، ریاست سے دھوکا دہی کا مرتکب ہوتا ہے، جو کہ آئین کو پامال کرنے اور ریاست سے استحصال کے زُمرے میں آتا ہے۔ اب ان قادیانیوں کے متعلق کیا کہا جائے گا جو قیام پاکستان سے لے کر آج تک اپنی شناخت کو چھپا کر ریاست کو دھوکا، آئین کو پامال اور ریاست کا استحصال کرتے رہے۔ قادیانیوں سے مسلمانوں کا یہی تو اختلاف ہے کہ وہ اپنی شناخت اپنائیں، جس طرح کہ دوسری اقلیتیں اپنی شناخت: یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ، پارسی وغیرہ اپناتی اور ظاہر کرتی ہیں۔ قادیانی ایسا کیوں نہیں کرتے؟

عدالت نے یہ بھی لازم کیا ہے کہ سرکاری اسکولوں، کالج اور یونیورسٹیوں میں اسلامیات کا مضمون پڑھانے کے لئے اساتذہ کے لئے مسلمان ہونا لازمی شرط قرار دی جائے۔

اب حکومت اور اداروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ عدالتِ عالیہ کے حکم پر فی الفور عمل کریں اور جن قادیانیوں نے اپنی شناخت چھپا کر پاکستانی اداروں سے مفادات اُٹھائے ہیں، ان کو قرار واقعی سزا دی جائے اور ان کی جائیداد ضبط کرکے سرکاری خزانہ میں جمع کرائی جائے۔

اسی طرح جو لوگ اپنی شناخت چھپا کر اداروں میں گھسے ہوئے ہیں، ان کو معینہ تاریخ تک اپنی شناخت واضح کرنے کا پابند کیا جائے، بصورتِ دیگر اُن کو سرکاری عہدوں سے برطرف کیا جائے، بلکہ ان کو ریاست کو دھوکا دینے، آئین کو پامال کرنے اور ریاست کے استحصال کی دفعات لگا کر سزا بھی دی جائے۔

اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ نظریۂ پاکستان کے مصور وخالق محترم جناب علامہ اقبالؒ نے بہت پہلے کہہ دیا تھا کہ: "قادیانی ملک اور ملت کے غدار ہیں۔" تو اس پر ابھی تک اعتماد کیوں نہیں کیا گیا؟ ان پر گہری نظر کیوں نہیں رکھی گئی؟ اور ان کی خفیہ ریشہ دوانیوں پر قدغن کیوں نہیں لگائی گئی؟

حالانکہ سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ قادیانی پاکستان میں وہی پوزیشن اور اسٹیٹس لینا چاہتے ہیں جو یہودی امریکہ میں لے چکے ہیں۔ خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹیں گواہ ہیں کہ پاکستان میں ہر بحران کے پس منظر میں قادیانی لابیاں کارفرما ہوتی ہیں۔

اب محترم جسٹس جناب شوکت عزیز صاحب نے جو یہ تاریخی فیصلہ دیا ہے اور اس سے پہلے انٹرنیٹ کے بلاگرز نے جو نازیبا اور بیہودہ حرکات کی تھیں، ان کا نوٹس اور ان کے خلاف فیصلہ بھی اسی محترم ومعزز جج صاحب نے دیا تھا، اب ان کے خلاف بھی سازشیں شروع ہوچکی ہیں، جیسا کہ روزنامہ جنگ کراچی بروز منگل ۲۴/جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ، ۱۳/مارچ ۲۰۱۸ء میں یہ خبر چھپی ہے۔

بہرحال تمام مسلمانوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ بیدار رہیں، قادیانیوں، ان کی لابیوں اور قادیانی نوازوں سے ہوشیار رہیں، اس لئے کہ ان کی سرشت اور خصلت میں ہے کہ وہ خفیہ اور پس پردہ ڈنگ مارتے اور ڈستے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ معزز جج کے خلاف کوئی سازش کرکے کامیاب ہوجائیں، اور مسلمان ہاتھ ملتے رہ جائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم

۱۰/مارچ ۲۰۱۸ء بادشاہی مسجد لاہور کا خطاب

الحمدللّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وعلیٰ عبادہ اللّٰہ الصالحین

''اما بعد! فقد قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔''

میرے محترم بزرگو اور عزیز بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عقیدۂ ختم نبوت ہر مسلمان کا عقیدہ ہے۔ خواہ عوام ہوں، علماء ہوں، ہمارے حکام ہوں یا انتظامیہ ہو، سب کا یہی عقیدہ ہے۔ ہم حسن ظن رکھتے ہیں کہ ہمارے حکمران بھی مسلمان ہیں اور وہ ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو اس عقیدہ پر ایمان رکھتا ہے، ان شاء اللہ! قیامت کے دن وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ضرور مستحق ہوگا۔

میرے بزرگو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، ۱۹۷۴ء میں اس مسئلہ کے حل کے لئے آپ حضرات نے اور علماء کرام نے بہت قربانیاں دیں جس کے نتیجے میں پورے ملک میں ایک حرکت پیدا ہوئی۔ ہمارے بزرگ، ہمارے شیخ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ نے پورے پاکستان کا دورہ کیا اور عوام کو یہ مسئلہ سمجھایا، اور اسی جامع مسجد (بادشاہی مسجد، لاہور) میں بڑا اجتماع ہوا اور حضرت نے اس مسجد کے منبر سے اس وقت کے حکمرانوں کو فرمایا: اگر یہ مسئلہ تم حل نہیں کرتے تو کل سے تم ہمارے وزیراعظم نہیں ہو، تم قادیانیوں کے وزیراعظم ہو۔ اس مسجد سے انہوں نے اعلان کیا۔ جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیاب کیا۔ تمام حکمران، پارلیمنٹ کا ایک ایک رکن، سب نے اس پر دستخط کئے۔ نتیجہ کیا ہوا؟ کہ بالاتفاق! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اس کو قانون کا جزو بنادیا گیا اور ان کا نام اقلیتوں میں شمار ہونے لگا، یعنی ہندو، سکھ، یہودی، عیسائی، کی فہرست میں ان کا نام لیا گیا۔

یہ ہمارے بزرگوں کی محنت تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیاب کیا، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ حضرات کی قربانیاں تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی مسلمان کے دل ودماغ میں یہ عقیدہ ختم نبوت اسی طرح تازہ ہے۔ جس طرح ہر مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے، اسی طرح آپ کی ختم نبوت پر بھی ایمان رکھتا ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! بحیثیت مسلمان کے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ خود بھی اس عقیدہ پر قائم رہے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دے، بلکہ اسلام نے تو ہمیں خیر خواہی کا سبق دیا ہے: ''الدین النصیحۃ''... دین خیر خواہی کا نام ہے... اور خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے جو بھائی بھٹک چکے ہیں، ان کو بھی ہم دعوت دیں کہ آؤ! امت کے ساتھ مل جاؤ، امت سے الگ نہ ہو۔

آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں، اسی مسجد کے خطیب مولانا عبدالقادر آزادؒ نے ایک سفر میں مجھے ایک واقعہ سنایا، کہنے لگے کہ ایک عبادت گاہ تھی جو مسجد کی شکل میں تھی، ہماری یہ تبلیغی جماعت (اللہ تعالیٰ ان کو مزید برکت عطا فرمائے) اس مسجد نما عبادت گاہ میں پہنچ گئی۔ کیونکہ تبلیغ والے اکثر مسجد ہی میں اترتے ہیں اور وہیں سے پھر روانہ ہوتے ہیں۔ وہاں جب پہنچے، پتا چلا کہ یہ تو مرزائیوں کا ''مرزاڑہ'' ہے، مسجد نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے اندر بیٹھے مرزائیوں سے کہا کہ بھئی! نہ ہم آپ کو چھیڑتے ہیں، نہ آپ ہمیں چھیڑو۔ چلو! اب یہ اپنی نماز پڑھتے تھے، وہ اپنی۔ جماعت والوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب مسجد سے روانہ ہوتے ہیں تو مسجد سے باہر نکل کر اجتماعی دعا کرتے ہیں تو کھڑے ہو کر انہوں نے اجتماعی دعا شروع کردی، وہ جو ''مرزاڑہ'' کا قادیانی بڑا تھا، وہ بطور اخلاق کے انہیں رخصت کرنے کے لئے ان کے ساتھ باہر نکل آیا۔ اب وہ دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ! یہ آدمی ''مرزاڑہ'' سے یہاں تک ہمارے ساتھ آیا ہے، اس کو ہمارے ساتھ جنت تک لے جا۔ اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے تین دن لگائے اس جماعت کے ساتھ، بلکہ وہ اس کے ساتھ جماعت کا ساتھی بن گیا۔ ایک رات وہ سویا تو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی جو نبوت کا جھوٹا دعویدار ہے،

یہ [illegible] جو [illegible] شکل میں [illegible] ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر اس کے پیچھے جاتے ہو! کہتا ہے کہ جب میں خواب سے اٹھا تو روتا ہوا اٹھا اور میں نے توبہ کی اور توبہ کر کے واپس اسی ''مرزاڑہ'' میں گیا اور وہاں جتنے قادیانی تھے، سب کو میں نے سمجھایا اور سب کو توبہ کرائی اور آج وہ جگہ، مسجد اور تبلیغی جماعت کا مرکز بنی ہوئی ہے۔

میرے بزرگو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنا عظیم نبی دیا ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں، اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ بعض دفعہ وہ (قادیانی) آپ کو دھوکا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو! ہم کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، داڑھیاں رکھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں اور تم ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ تو آپ ان کو اس طرح جواب دیں کہ بھئی ہم بھی تو کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں پھر تم ہمیں کیوں نہیں مسلمان سمجھتے؟ اس لئے کہ وہ تمام مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے، بلکہ کافر اور وہ بھی پکا کافر سمجھتے ہیں، اس لئے کہ ہم ان کے جھوٹے مدعی نبوت کو نہیں مانتے۔

میرے بزرگو اور بھائیو! انبیاء کرام علیہم السلام کا کردار اور ان کے اخلاق بہت اونچے ہوتے ہیں، وہ تو ستائش سے بھی پاک ہوتے ہیں اور یہاں حالت یہ ہے کہ رات کے اندھیروں میں اجنبی عورتوں سے ٹانگیں دبوائی جارہی ہیں۔ ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے پاس ایک نوجوان آیا اور کہنے لگا کہ ہم محلّہ کے لڑکے کھیلتے ہیں، ایک قادیانی آکر تبلیغ کرتا ہے، تو حضرت شہیدؒ نے فرمایا کہ: کل تم ایک سمجھدار لڑکے کو میرے پاس لے آؤ۔ دوسرے دن وہ ایک سمجھ دار لڑکے کو لے [illegible] آپ [illegible] اگر کل وہ آتا ہے [illegible] اس سے کہے [illegible] اسے کہو کہ پہلے ہمارے سوال کا جواب دو پھر ہم آپ کی بات سنیں گے، وہ سوال کیا ہوگا؟ اس سے پوچھو کہ: مرزا صاحب کی رات کے اندھیروں میں ایک اجنبی عورت آکر ٹانگیں دباتی تھی، اس کا نام کیا ہے؟ چنانچہ دوسرے دن وہ شخص آیا، وہی لڑکا کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ پہلے ہمارے سوال کا جواب دو، پھر ہم آپ کی بات سنیں گے اور وہی سوال اس نے کیا کہ رات کے اندھیروں میں مرزا صاحب کی ٹانگیں جو اجنبی عورت دباتی تھی، اس کا نام کیا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ وہ ایسا بھاگا کہ اس کے بعد اس نے شکل نہیں دکھائی۔

میرے بزرگو اور بھائیو! انبیاء کرام علیہم السلام تو ستائش سے بھی پاک ہوتے ہیں اور یہاں شرابیں پی جارہی ہیں، گندے کام بھی ہورہے ہیں، اور پھر اس کو پیغمبر مانا جارہا ہے۔ اس لئے جب بھی آپ کو اگر کوئی دھوکا دینا چاہے تو اس کے دھوکے میں نہ آئیں۔ آپ اس کے کردار سے بحث کریں کہ جو اس قسم کے کردار کا آدمی ہے وہ تو ایک شریف انسان نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ وہ نبی ہو؟!

بہر حال! آپ اور ہم سب کا فرض ہے کہ ہم مسلمان اپنے دین کے جتنے بھی بنیادی عقیدے ہیں، اپنے علماء کرام سے سیکھیں، علماء کرام کی کتابیں پڑھیں۔ متحدہ ہندوستان میں سب سے بڑے مفتی، مفتی کفایت اللہ دہلویؒ گزرے ہیں جنہوں نے مسلمان بچوں کے لئے ایک کتاب لکھی ہے: ''تعلیم الاسلام''، اردو میں ہے اور بڑا اچھا انداز ہے، سوال و جواب کی صورت میں۔ مثلاً ''سوال: آپ کون؟ جواب: میں مسلمان! سوال: مسلمان کے دین کا نام کیا ہے؟ جواب: اسلام! سوال: [illegible] ملتے ہیں؟'' اس طرح سوال و جواب ہیں۔ سیکھوں ہندو اس کتاب کو پڑھ کر مسلمان ہوئے ہیں۔ تو بھائی! اپنے گھروں کے اندر اس کتاب کی تعلیم شروع کردو۔ رات کو جب آپ کھانے پر جمع ہوتے ہیں تو گھر میں کوئی بچہ بچی پڑھا لکھا ہو، اسے کہو کہ ہمیں اس کا ایک صفحہ، دو صفحے روز سنادو۔ چند دنوں میں آپ کو اندازہ ہوگا کہ گھر میں کتنی برکتیں آرہی ہیں!

اسی طرح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے عوام الناس کے لئے سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں، لیکن ایک کتاب ایسی لکھی ہے: ''حیاۃ المسلمین'' کے نام سے، جس کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: کل قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ اشرف علی! میرے لئے کیا لائے؟ یعنی وہ کون سا عمل کیا تم نے جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے تھا؟ تو میں کہوں گا کہ یا اللہ! میں آپ کے لئے یہ ''حیاۃ المسلمین'' لایا ہوں۔ یہ ساری کتابیں ملتی ہیں بھائی! انہیں پڑھو، سناؤ گھر والوں کو! وہ ختم ہوں تو علماء کرام سے پوچھ کر دوسری کتابیں پڑھو۔

ہم تو اس وقت بچے تھے متحدہ ہندوستان میں، لیکن سنا ہے کہ جب کسی خاتون کی شادی ہوتی تھی تو اس کی شادی میں جہیز کے اندر ''بہشتی زیور'' ہوتی تھی، اس لئے کہ ''بہشتی زیور'' حضرت تھانوی نے ایسی لکھی ہے کہ مرد و عورت سب کے لئے مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اپنے دین کی سمجھ عطا فرمائے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، دنیا میں اور آخرت میں کامیابی نصیب فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

☆☆..............☆☆

اور کشمیر میں بھی قادیانیت ہار گئی!

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

طویل اور صبر آزما جدوجہد کے بعد بالآخر کشمیر کی قانون ساز اسمبلی سے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ واضح رہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ سے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز دن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، اس سے قبل ۱۹۵۳ء اور بعدازاں ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت چلی، قربانیاں دی گئیں، ملک بھر میں رائے عامہ ہموار کی گئی، اراکین اسمبلی کی ذہن سازی کی گئی، تمام مکاتب فکر کے علماء نے اپنا اپنا کردار ادا کیا، جس کے نتیجے میں وطن عزیز کی پارلیمنٹ نے ایک تاریخی فیصلہ دیا۔ اس فیصلے سے بھی ایک سال قبل یعنی ۱۹۷۳ء میں سردار عبدالقیوم صاحب کے دور میں میجر محمد ایوب کی یہ قرارداد دراصل پارلیمانی تاریخ کا پہلا پتھر اور بارش کا پہلا قطرہ تھا۔ پاکستانی پارلیمنٹ میں ہونے والے جملہ معاملات کو اس قرارداد نے بنیاد فراہم کی لیکن بعدازاں آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی میں اس حوالے سے مزید کوئی پیش رفت نہ کی جاسکی، چونکہ اس قرارداد کے پیش ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت چلی اور تمام مکاتب فکر کی توجہ پاکستانی پارلیمنٹ کی طرف ہوگئی اور جب وفاقی سطح پر قانون سازی ہوگئی تو آزاد کشمیر کے معاملے پر زیادہ توجہ نہ دی جاسکی، لیکن بعدازاں مختلف معاملات میں اس قانونی سقم کا مسلسل احساس ہوتا رہا اور تحفظ ختم نبوت محاذ پر کام کرنے والی تنظیمیں بالخصوص آزاد کشمیر کی تحریک ختم نبوت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رفقاء اور کارکنان اس حوالے سے مسلسل پوری قوم کو متوجہ کرتے رہے، خاص طور پر کوٹلی کے دیہی علاقوں میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں، عالمی سطح پر قادیانیوں کی طرف سے کشمیر کے قانون میں پائے جانے والے اس سقم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش اور دیگر معاملات نے کشمیر کے درد دل رکھنے والوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ اس حوالے سے فیصلہ کن کردار ادا کریں، اگرچہ اس حوالے سے کسی نہ کسی سطح اور کسی نہ کسی درجے میں محنت تو گزشتہ چار عشروں کے دوران جاری رہی لیکن گزشتہ چند برسوں سے اس حوالے سے خاص شعور بیدار ہوا۔ اسمبلی میں پیش ہونے والی قرارداد کی مناسبت سے بڑے بڑے جلسے اور یادگار پروگرام منعقد کئے گئے۔ کشمیر میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے حوالے سے عالم اسلام کو آگاہ کیا جاتا رہا۔ لابنگ کا عمل مسلسل جاری رہا۔ عوام الناس میں عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت کے حوالے سے دعوتی سرگرمیاں تسلسل سے جاری رہیں۔ کشمیر کا معاملہ قادیانیت کے حوالے سے کئی اعتبار سے حساس ہے، چونکہ مقبوضہ کشمیر شروع ہی سے قادیانیوں کی خصوصی توجہ اور دلچسپی کا ہدف رہا، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ قادیانیوں کے جھوٹ خاص طور پر دعویٰ مسیحیت کی جڑیں ہی کشمیر میں ہیں اور وہ کشمیر کو حقیقی مسیح کا مدفن قرار دے کر مرزا قادیان کی تلبیس کا راستہ ہموار کرتے ہیں اور تاریخی طور پر بھی قادیانیوں کی غداریوں کے نتیجے میں عرب دنیا کے اسرائیل کی طرح برصغیر کے سینے میں مسئلہ کشمیر کا خنجر پیوست ہوا اور حکیم نورالدین سے لے کر قادیانیوں کے موجودہ گرو تک ہر ایک کی مقبوضہ کشمیر میں خصوصی دلچسپی رہی، اسی طرح اپنے بیرونی آقاؤں کے اشاروں اور ان کے مقاصد کی تکمیل کے لئے قادیانیوں نے آزاد کشمیر کو اپنی اپنی ریشہ دوانیوں کا خصوصی ہدف بنائے رکھا۔ اس صورت حال کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے علماء کرام نے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ شعور و آگہی اور دعوت و تبلیغ کے بعد پہلے آزاد کشمیر ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی گئی، وکلاء برادری کو اپنا ہمنوا بنایا گیا، عوامی سطح پر مکمل حمایت حاصل کی گئی اور بعدازاں ایوان کا رُخ کیا گیا۔ قانون ساز اسمبلی اور کشمیر کونسل کے ہر ہر رکن پر کی جانے والی محنت کے بعد بالآخر آزاد کشمیر کی پارلیمنٹ سے بارہویں ترمیم کے ذریعے ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت ایکٹ ۲۰۱۸ء متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا۔ اس تاریخ ساز فیصلے پر صدر و وزیر اعظم آزاد کشمیر، وزراء اور قانون ساز اسمبلی و کشمیر کونسل کے جملہ اراکین اور تحریک ختم نبوت کے جملہ کارکنان مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ان کی کاوشیں رنگ لائیں اور تاریخ کے اس اہم موڑ پر اتنا اہم فیصلہ کیا گیا۔ آزاد کشمیر اسمبلی سے "دیر آید درست آید" کے مصداق ایک ایسا فیصلہ جسے چار عشرے پہلے ہوجانا چاہئے تھا، اتنی تاخیر سے ہونا، جہاں ایک طرف تشویش کا باعث ہے وہیں دوسری طرف اس فیصلے کا وقت اللہ رب العزت کے تکوینی نظام کا حصہ معلوم ہوتا ہے، لگتا ہے خیال آتا ہے

کہ تکوینی طور پر وقفے وقفے سے قادیانیت کے مسئلے کو زیر بحث لا کر نسل نو کے ایمان وعقیدے کا تحفظ مقصود ہے۔ یہی دیکھ لیجئے کہ پاکستان میں انتخابی اصلاحات بل میں قادیانیت کے حوالے سے چوری کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کی روک تھام اور تلافی کی صورت میں ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کے بعد ہوش سنبھالنے والی نسل نو کے سامنے مسئلہ ختم نبوت اور قضیہ قادیانیت پوری طرح سے اجاگر ہوگیا اور اب کشمیر اسمبلی میں ہونے والی اس کارروائی نے ایک مرتبہ پھر دنیا بھر میں جھوٹ اور دجل وتلبیس کا سہارا لے کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرنے والے قادیانیوں کی ہزیمت و رسوائی کا سامان کیا۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اور کشمیر کی طرز پر دنیا بھر کے مسلم ممالک کے قوانین میں قادیانیت کی پوزیشن واضح کی جائے اور مختلف ریاستوں کے ذمہ داران اپنے قومی مفاد میں اس وائرس سے اپنی ریاستوں کے بچاؤ کا بندوبست کریں۔ چونکہ قادیانیت ایک ایسا وائرس ہے کہ اسے جہاں شعور آگہی اور دعوت وتبلیغ کے ذریعے مزاحمت اور تعاقب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، وہاں سے یہ وبائی امراض کی طرح دوسرے علاقوں کا رخ کرنے لگتا ہے۔ اب چونکہ ویسے بھی دنیا گلوبل ویلج بن چکی ہے، فاصلے سمٹ کر رہ گئے ہیں اور بعض طاغوتی قوتیں اگرچہ قادیانیوں کی دانستہ طور پر پشت پناہی کرتی ہیں، لیکن عالمی برادری کی طرف سے بہت سے معاملات میں لاعلمی یا قادیانیوں کی چالبازیوں کے باعث مسلمانوں کی حق تلفی کی شکایت سامنے آتی رہتی ہیں اور عالمی برادری قادیانیوں کو مسلمانوں کے طور پر ڈیل کر کے مسلمانوں کے کوٹے کی ملازمتیں، مراعات، حقوق، قادیانیوں کو دے کر دنیا بھر کے مسلمانوں کی بدترین حق تلفی اور دھوکا دہی کی سرپرستی کی مرتکب ہو رہی ہے، اس لئے سرکاری سطح پر بھی دنیا بھر کے ممالک کو مراسلے ارسال کئے جانے چاہئیں، پاکستانی نژاد قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کی روک تھام کی فکر کرنی چاہئے اور علماء کرام اور دیگر طبقات کو بھی اس حوالے سے اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے۔ خاص طور پر عامۃ الناس جو غم روزگار اور بدلتے حالات کے باعث دین ہی سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں، انہیں عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کی سنگینی سے ضرور روشناس کروانا چاہئے۔ ☆☆

رسول اکرم ﷺ کی دعوت ہر ملک، ہر قوم اور ہر زمانے کیلئے

خاک نژاد آدم کی بے شمار نسلیں پیدا ہوئیں اور رخصت ہوگئیں، پھیلی اور بڑھیں، ابھریں اور مٹیں، یہاں تک کہ عالم عنصریات کی شب دراز ختم ہوتی ہے اور صبح محشر کا طلوع ہو جاتا ہے، کمزور وجلد باز، خطا کار ونسیان شعار انسان طلب ہوتا ہے اور اس کا ہر فرد ''امانت'' کا حساب سمجھانے حاضر ہوتا ہے۔ افراد کی تعداد حد وشمار سے خارج ہے، ریاضی کا ہر عدد سب کی گنتی بتانے سے قاصر ہے، اچھے اور برے، امیر وفقیر، حکیم وشاعر، عابد وزاہد، ولی ودرویش سب ایک ایک کر کے صف در صف حاضر ہو رہے ہیں، لیکن کسی ایک کا بھی نامۂ عمل فطرت کے محاسبہ پر پورا نہیں اترتا، کسی ایک کا بھی دامن امانت، خیانت کے داغ سے پاک نظر نہیں آتا، کسی ایک کی بھی فرد اعمال ایسی نہیں جو دعوے کے ساتھ پیش ہو سکے، ہر سمت حسرتیں، ندامتیں، پشیمانیاں اور پریشانیاں ہیں، زاریاں اور بے قراریاں، افسردگیاں اور غمگینیاں ہیں، انتہا یہ ہے کہ وہ نفوس قدسیہ تک جو دوسروں کی ہدایت وراہنمائی کے لئے خلق ہوئے تھے اور جو عرش کا پیام لے کر فرش پر آئے تھے، آج اپنی اپنی حالت میں گرفتار ہیں اور زبانوں پر نفسی نفسی کا وظیفہ جاری ہے۔

گستاخ چشم انسان اس وقت بھی تمرد وخیرہ سری سے باز نہیں رہتا اور سوال کر بیٹھتا ہے کہ ایسی ناقص ہستیوں کے وجود میں لانے کا کیا ثمرہ تھا، جن میں سے کوئی ایک بھی معیار کمال پر پوری نہیں اترتی؟ اس بے شمار انبوہ کو خلعت وجود سے مشرف کرنے کا کچھ بھی حاصل تھا جس کی ایک فرد بھی اپنے مقصد آفرینش کو پورا نہ کر سکی؟ حریم قدس سے آواز آتی ہے کہ دیکھ اے جاہل انسان! اپنی جہالت کا اقرار کر، سن اے نادان انسان! اپنی نادانی پر شرما، یہ پیکر نورانی جو تیرے سامنے عرصہ محشر میں موجود اپنی ذات کی طرف سے فارغ و مطمئن اور دوسروں کے نجات دلانے کی کوشش میں مصروف وسرگرم نظر آ رہا ہے، تیری ہی طرح ایک انسان تھا، تیری ہی طرح اس کا خمیر بھی آب وگل سے تھا، تیری ہی طرح خاک کے ذروں سے اپنے جسم عنصری کی ترکیب رکھتا تھا، لیکن ہمارا عبد کامل تھا، ہماری امانت کا پورا امین اور اپنے عہد کو نباہنے والا قید عناصر میں داخل ہونے سے قبل ہر وقت ہماری حمد وثنا میں مشغول رہا تو ہم نے احمد (بہت تعریف کرنے والا) کے نام سے پکارا اور اس کا صلہ یہ دیا کہ جب عالم آب وگل میں پابند بنا کر بھیجا تو اس کا لقب محمد (بہت تعریف کئے گئے) رکھا، دیکھ اے غافل انسان! کہ آج نہ صرف ہم اپنے اس سب سے اچھے اور سب سے پیارے بندہ کو کیا درجہ نصیب کرتے ہیں، بلکہ جس کسی نے اس کی پیروی کی بھی کوشش کی، اس کے لئے بھی آج ہمارے ہاں کیا کیا سرفرازیاں اور سربلندیاں موجود ہیں۔

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ جائیے، حکیموں اور داناؤں کی سوانح حیات پڑھ جائیے، درویشیوں اور عالموں کے کارناموں پر نظر کر جائیے، حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعوتوں سے واقفیت حاصل کر لیجئے، دنیا کی بڑی سی بڑی اصلاح، بڑے سے بڑے انقلاب، بڑے سے بڑے اجتہاد کا مطالعہ کر جائیے، ہر اصلاح، ہر دعوت، ہر تبلیغ کسی ملک، کسی نہ کسی قوم کے ساتھ مخصوص ومحدود آپ کو ملے گی۔ حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کو بچانے کے لئے آئے تھے۔ حضرت ہودؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت صالحؑ سب کا روئے سخن صرف اپنی اپنی قوم کی جانب تھا۔ دنیا کے اس عالمگیر کلیہ سے اگر کوئی استثناء ہو سکتا ہے تو وہ محمد عربی (روحی فداہ) کی دعوت وپیام کا تھا۔ رسول اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کسی ایک ملک، کسی ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ ہر زمانے کے لئے ہے، تمدن انسانی کی ہر سطح کے متناسب، حالت بشری کے ہر درجہ کے لئے موزوں اور معاشرت قومی کی ہر شان کے شایاں۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ

شاہد صدیقی کا فیصلہ اور جنوبی افریقا کی سپریم کورٹ

اوریا مقبول جان

جنوبی افریقا کے خوبصورت ساحلی شہر کیپ ٹاؤن میں مسلم جوڈیشل کونسل کے دفتر میں مجھے دو حیرتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلی حیرت یہ کہ ایک سیکولر ملک جس میں ہماری طرح برطانوی سامراج حکومت کرتا رہا ہو، جس کے تمام قوانین اور جوڈیشل سسٹم بھی ہماری طرح برطانوی اینگلوسیکسن قانون پر مرتب کیا گیا ہو، جس کی عدالتوں میں ہماری طرح ہی بیرسٹر اور ایڈووکیٹ پیش ہوتے ہوں، اس ملک میں مسلمانوں کے قانون کی ملکی سطح پر نمائندہ اور اسلامی قوانین اور طرز زندگی کی محافظ ''مسلم جوڈیشل کونسل'' میں کہیں بیرسٹر، ایڈووکیٹ یا مغربی قانون کے تعلیم یافتہ نظر نہ آئے بلکہ ایک شاندار عمارت میں علمائے کرام، اسلامی قوانین کے شارح، محافظ کے طور پر موجود تھے۔ وہاں مجھے کوئی ''کالے کوٹ والا'' نظر نہیں آیا کہ قانون کو سمجھنے اور عدالت میں لڑائی لڑنے کے لئے ماہرین اینگلوسیکسن کو قانون کی ضرورت ہوگی۔ گفتگو اور مکالمے نے ذہن میں پیدا ہونے والی اس الجھن کو دور کر دیا کیونکہ مسلم جوڈیشل کونسل کے ممبران اسلامی شریعہ کے ساتھ ساتھ اینگلوسیکسن قانون پر بھی یکساں عبور رکھتے تھے، لیکن دوسری حیرت تو وہ تھی جسے پاکستان کے جدید سیکولر اور لبرل حلقے میں بیان کرو، پہلے تو وہ یقین نہ کریں، لیکن اگر کر لیں تو جس طرح آج ان سب کی توپوں کا رخ صاحب ایمان واستقامت جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کی جانب ہے ویسے ہی وہ جنوبی افریقا کی سپریم کورٹ کے ان پانچ ججوں ہوکسٹر (Hoexter)، سال برجر (Berger Small)، اسٹین (Steyn)، مرائس (Marais) اور شٹز (Shutz) کو تنقید کا نشانہ بناتے، انہیں مذہبی اور دقیانوسی ثابت کرتے اور ویسے ہی کرتے جیسے جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کے تازہ فیصلے سے اس بحث کا آغاز کر دیا گیا ہے کہ اس سے اقلیت کے خلاف نفرت اور اذیت رسانی میں اضافہ ہوگا۔ مسلم جوڈیشل کونسل نے جب میرے سامنے جنوبی افریقا کی سپریم کورٹ کے ۲۶ر ستمبر ۱۹۹۵ء کو سنائے جانے والے فیصلے کا حوالہ دیا جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا تو میرے جیسے شخص کے لئے جس کی بنیادی تعلیم قانون اور وہ بھی اینگلوسیکسن قانون ہے، اس کے لئے بھی سپریم کورٹ کی سطح پر اس طرح کے سوال کو زیر بحث لانا کہ کون مسلمان اور کون نہیں ہے، ایک چونکا دینے والی حقیقت تھی، لیکن ۱۲۹ صفحات پر مشتمل یہ فیصلہ تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کرتا ہے کون مسلمان ہے اور کون نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات اور اس کے تمام زندگی میں کئے گئے دعوؤں کا اس میں ذکر ہے۔ قادیانی اور لاہوری مرزائیوں میں فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ جامعہ الازہر اور دیگر اسلامی اداروں کے فتاویٰ اس میں دیے گئے ہیں۔ فیصلے میں جنوبی افریقا میں قادیانی مسلمان تنازع کی تاریخ کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ تنازع ۱۹۶۰ء میں اس احتجاج سے شروع ہوا جو مسلمانوں نے قادیانیوں کے اس پمفلٹ کے خلاف شروع کیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس پر مسلم جوڈیشل کونسل نے معاملہ الازہر یونیورسٹی کے علماء کرام کے پاس بھیجا جنہوں نے قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دے دیا۔ یہ فتویٰ ۱۹۶۵ء میں موصول ہوا اور ۲ر مئی ۱۹۶۵ء کو مسلم جوڈیشل کونسل جنوبی افریقا نے مسلمانوں کے لئے کئی ایک قوانین منظور کئے جن میں احمدیوں، قادیانیوں اور بہائیوں اور ان سے ہمدردی رکھنے والوں (Sympathiser) کو مرتد قرار دیا گیا۔ ان کا داخلہ مسلم مساجد میں منع کر دیا گیا۔ ان کے نکاح اور جنازوں کو مساجد میں ادا کرنے سے روک دیا گیا۔ چونکہ بہت سے قادیانی مسلمانوں کے بھیس میں چھپ کر ان مساجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے اس لئے یہ مسئلہ انتہائی اہم تھا کہ کون مسلمان کہلانے کا حقدار ہے اور کون نہیں ہے۔ یہ معاملہ اصلی اور جعلی ''Counterfeit'' کا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عدالت نے اپنے فیصلے میں کیپ ٹاؤن میں موجود ان اصلی اور نقلی گروہوں کی تعداد بھی لکھی ہے۔ عدالت کے مطابق ۱۹۸۰ء کی دہائی میں مغربی کیپ میں سنی مسلمانوں کی تعداد دو لاکھ ساٹھ ہزار تھی جبکہ لاہوری مرزائی صرف ۲۰۰ جبکہ قادیانی اس سے بھی کم تھے۔ فیصلے میں مسلمان عقائد کے بارے میں تفصیلی بحث ہے اور اس مؤقف کو درست تسلیم کیا گیا ہے کہ قادیانی اپنے مرکز کا نام مسجد نہیں رکھ سکتے اور نہ ہی وہ علامتیں استعمال کر سکتے ہیں جو مسلمانوں یا اسلام کے لیے مخصوص ہیں۔

جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن میں مسلم جوڈیشل کونسل کے ممبران کے درمیان بیٹھا اس فیصلے کی ورق گردانی کرتے ہوئے میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس ملک میں تو صرف اصلی اور نقلی کے درمیان فرق کو واضح کرنا تھا تاکہ ایک جعلی شخص خود کو مسلمانوں کا نمائندہ ظاہر نہ کرسکے۔ قانون کی زبان میں اسے "Misrepresentation" یعنی دھوکہ دہی یا فراڈ کہا جاتا ہے جو ایک جرم ہے اور اس عقیدے کے جرم کی وضاحت کے لئے سپریم کورٹ کے پانچ ممبر بنچ نے ۱۶۹ صفحات پر مشتمل فیصلہ لکھا، جبکہ میرے ملک میں تو یہ آئین پاکستان سے غداری کا مسئلہ ہے، ایک شخص پاکستان کے آئین سے انکاری نہیں بلکہ اس آئین کی توہین کرتا ہے، جب آئین اسے یہ حق نہیں دیتا کہ وہ فلاں گروہ کا حصہ کہلائے لیکن وہ غلط بیانی، فراڈ اور دھوکہ سے اس کا حصہ رہتا ہے اور پھر جب اس ملک کو بدنام کرنے کے لئے اسے چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں سیاسی پناہ لیتا ہے تو اپنے پاسپورٹ پر مذہب قادیانیت لکھوا لیتا ہے۔ پوری دنیا کے مغربی ممالک میں ان قادیانیوں نے یہ تاثر دیا ہوا ہے کہ ہم شاید پاکستان کی سب سے زیادہ معتوب کمیونٹی ہیں اس سے زیادہ حقائق کا مذاق نہیں اڑایا جاسکتا۔ بلوچستان میں گزشتہ سالوں میں جتنے پنجابی مارے گئے یا پھر کراچی میں ۱۹۸۶ء سے لے کر آج تک جتنے پٹھان، سندھی، اردو بولنے والے مارے گئے ان کی تعداد شاید قادیانیوں کے کل ماننے والوں سے بھی زیادہ ہو۔ لیکن چونکہ یہ لڑائیاں مذہب کی بنیاد پر نہیں ہیں بلکہ رنگ اور نسل کی بنیاد پر ہیں، اس لئے مغربی دنیا میں اس پر شور نہیں اٹھتا۔ اوسلو کے ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے اپنے لٹریچر کا ایک اسٹال لگایا ہوا تھا۔ ایک گورا وہاں وہ لٹریچر تقسیم کررہا تھا۔ میں نے اپنا اور اپنے ملک کا تعارف کروایا تو اس نے کہا کہ وہاں قادیانیوں سے بہت امتیازی برتاؤ ہوتا ہے انہیں خود کو سنی مسلمان کہہ کر نوکریاں کرنا پڑتی ہیں۔ یہ چند سال پہلے کی بات ہے، میں سول سروس میں تھا، میں نے اسے اپنا سرکاری نیلا پاسپورٹ دکھایا اور کہا کہ میں تمہیں حقیقت بتاتا ہوں۔ میں نے نوکری بلوچستان میں زیادہ گزاری ہے۔ وہاں ۱۹۸۸ء سے اب تک اکثریتی پارٹی جمعیت علماء اسلام ہے جس کے بانی مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ وہ انہیں آئینی ترمیم کے حوالے سے جانتے تھے۔ میں نے بتایا کہ بلوچستان کی سول سروس میں دو قادیانی تھے جو واضح اعلان کرتے تھے کہ ہم قادیانی ہیں۔ ان میں سے ایک بشیر احمد ظفر ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۶ء میں سبی میں کمشنر تھا اور میں اس کے ماتحت ڈپٹی کمشنر تھا۔ جمعیت علماء اسلام جیسی کٹر مذہبی پارٹی برسراقتدار ہو اور میرے جیسا کٹر مذہبی شخص اس کا ماتحت ہو۔ کیا آپ کو یقین آتا ہے؟ اسے بات پر یقین آنے لگا تو وہاں موجود دو پاکستانی قادیانیوں نے بحث کو دشنام اور گالی گلوچ میں بدلنے کی کوشش کی، اس لئے کہ اس حقیقت سے وہ انکار نہیں کرسکتے تھے۔ بات ختم ہوگئی، میں واپس آگیا لیکن میرے ملک کی عزت نیلام کرنے والے وہاں موجود ہیں۔ دنیا کا قانون ایک اصلی اور جعلی گھڑی، ٹیلی ویژن اور ایئر کنڈیشنر میں تمیز کرتا ہے تاکہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں اور اصل برانڈ کی چیز خریدیں، وہ کسی دوسرے کو اس برانڈ کا نام استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتا، وہاں وہ عقائد کی دھوکہ دہی پر گرفت نہ کرے۔ ایسا تو جنوبی افریقہ کی سیکولر لبرل اینگلوسیکسن عدالت نے بھی نہیں ہونے دیا۔ وہ تو صرف دھوکہ دہی کا مقدمہ تھا یہاں تو آئین سے غداری کا معاملہ ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ۹۲ کراچی، ۱۹؍مارچ ۲۰۱۸ء)

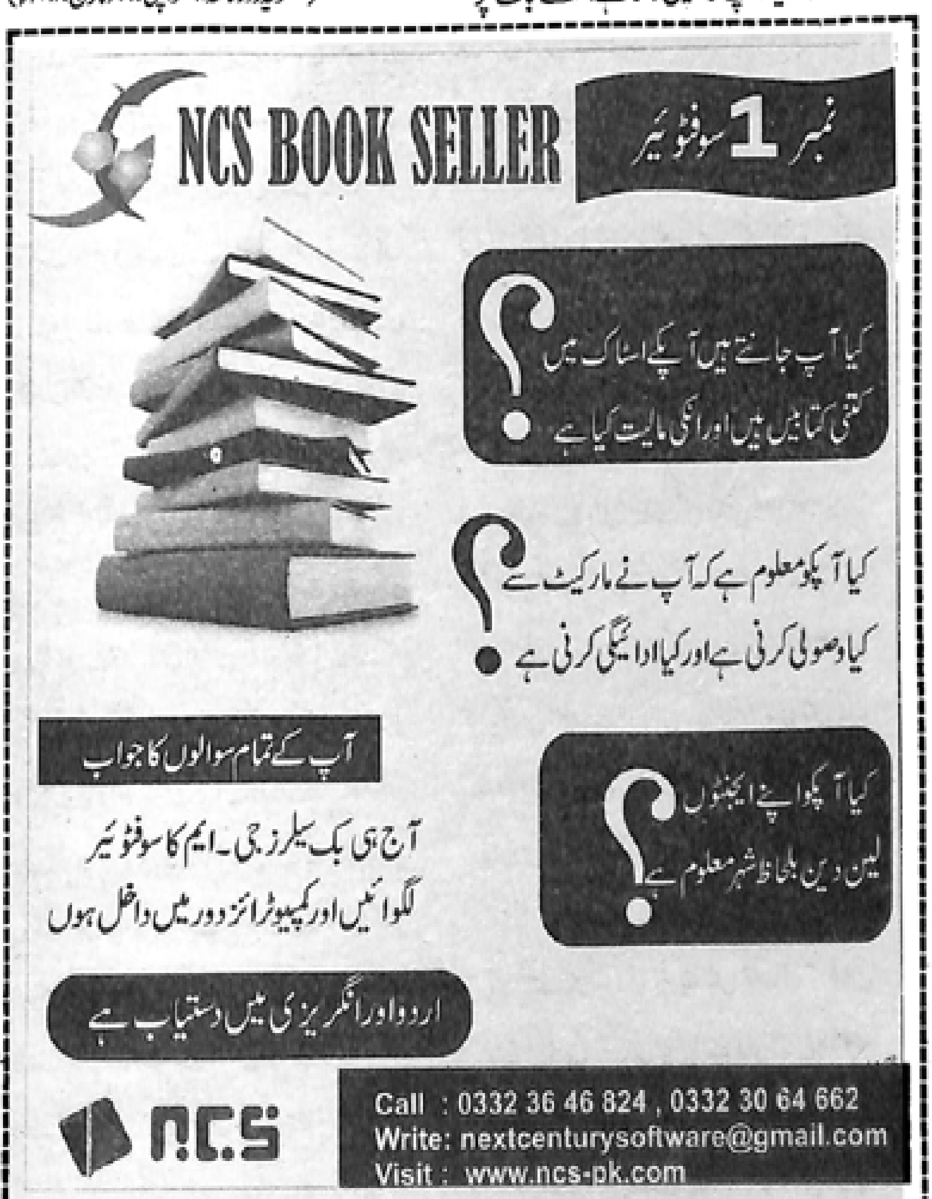

موجودہ حالات میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا پس منظر اور پیش منظر کے موضوع پر

علماء کنونشن گجرات سے مولانا اللہ وسایا کا خطاب

اور اسلام آباد ہائی کورٹ کا تاریخی اور تفصیلی فیصلہ

۱۰؍مارچ ۲۰۱۸ء کی ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور کی تیاری کے لئے جگہ جگہ علماء کرام کے ضلعی کنونشن منعقد ہوئے۔ اس سلسلہ کا ایک کنونشن ۵؍مارچ ۲۰۱۸ء کو ضلع گجرات کے علماء کرام کا جامعہ حنفیہ ونجن کسانہ میں منعقد ہوا۔ اس میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ العالی کا بیان ہوا۔ جسے مولانا قاضی احسان احمد صاحب اور دیگر احباب کی خواہش پر مولانا محمد رضوان عزیز صاحب نے اسے کیسٹ سے کاغذ پر منتقل کرایا، اس پر نظر ثانی اور حوالہ جات کا کام مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے کیا۔ اب یہ انتہائی تاریخی واہم دستاویز بن گئی ہے، گویا ۲؍اکتوبر ۲۰۱۷ء سے ۱۰؍مارچ ۲۰۱۸ء تک حکومتی کارستانیاں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد، کوششیں اور کاوشوں کا مفصل تذکرہ اس میں آ گیا ہے۔ افادۂ عام کی غرض سے اسے کتابچہ کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

بعد از خطبہ مسنونہ، حضرات علمائے کرام، برادران اسلام! ابھی مجھ سے پیشتر حضرت پروفیسر اشفاق حسین منیر صاحب دامت برکاتہم نے آج کے اجلاس کی غرض وغایت پر تفصیل سے گفتگو فرمادی ہے اور آپ حضرات میں سے شاید کوئی بھی ایسا ساتھی نہیں جس کو آج کے اجلاس کی غرض وغایت معلوم نہ ہو۔ حضرت مولانا محمد عثمانی صاحب نے مجھے حکم کیا ہے کہ گزشتہ چند ماہ میں ختم نبوت کے ”حلف نامہ“ کو ”اقرار نامہ“ میں اور ۷-بی اور ۷-سی کے بارہ میں حکومتی رویہ، اس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کردار کیا رہا۔ اس کے بارہ میں آپ حضرات علماء کرام کے سامنے گزارشات پیش کروں۔ میں درخواست گزار ہوں آپ حضرات سے کہ ”حلف نامہ“ اور ”اقرار نامہ“ کے حوالے سے ۲؍اکتوبر ۲۰۱۷ء سے جو بحث شروع ہوئی ہے۔ آج ہم ۵؍مارچ میں بیٹھے ہیں، یہ پانچ مہینے سے زیادہ کا وقت ہوگیا، ابھی تک عدالت میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل ہے، اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جس وقت قادیانی مسئلہ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد اور بحث کو قومی اسمبلی کے سپرد کیا گیا تو اس وقت ہمارے پرائم منسٹر جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اعلان کیا تھا کہ ۷؍ستمبر کو اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ایک مہینہ قومی اسمبلی میں بحث ہوتی رہی اور اب وہ کوئی راز نہیں رہا۔ آپ حضرات کی مسکین جماعت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ توفیق کے ساتھ ہزار پابندیوں کے باوجود وہ سارا ریکارڈ چھاپ دیا ہے۔

اس وقت جناب بھٹو مرحوم نے ۶، ۷؍ستمبر کی درمیانی رات حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کو یہ پیغام بھجوایا کہ چار پانچ آدمی آپ حزب اختلاف کے آجائیں اور چار پانچ ہم حکومت کے ارکان بیٹھ کر کسی متفقہ مسودے پر جمع ہو جائیں۔

متفقہ مسودے کا معنی یہ ہے کہ ایک تو مجلس عمل کی طرف سے قرارداد تھی۔ ۳۸ قومی اسمبلی کے ممبران نے جس پر دستخط کئے تھے۔ پہلے دستخط حضرت مفتی صاحب کے تھے۔ البتہ قرارداد حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحبؒ نے جمع کرائی۔

گورنمنٹ کی طرف سے بھی ایک قرارداد آئی۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے بھی ایک قرارداد پیش کی۔ جامعہ محمدی چنیوٹ کے حضرت مولانا محمد ذاکر صاحب مرحوم جو دیوبند کے فاضل تھے اور سیال شریف کی گدی سے ان کا تعلق تھا، ایک قرارداد انہوں نے جمع کرائی تھی۔ آپ حضرات کے راولپنڈی کے قریب چونترہ کے مضافات میں ایک خاندان ہے۔ وہ سکہ بند پرانا قادیانی خاندان ہے، ان کے افراد میں سے ایک کا نام جنرل عبدالعلی تھا۔ وہ بھی قادیانی تھا اور جنونی قسم کا۔ دوسرا ملک اختر جنرل تھا، وہ بھی قادیانی تھا۔ ان کے ایک کزن تھے۔ ان کا نام ملک جعفر تھا۔ وہ بھی قادیان میں پڑھتے رہے اور جنونی قادیانی تھے۔ ملک جنرل عبدالعلی کی ہمشیرہ ملک جعفر کے گھر میں تھیں۔ ملک جعفر کی ہمشیرہ جنرل عبدالعلی کے گھر میں، اور یہ آپس میں چچازاد بھائی اور ایک دوسرے کے بہنوئی اور سالا بھی تھے۔ آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ ملک جعفر مسلمان ہوگیا۔ جنرل عبدالعلی قادیانی کی ہمشیرہ بھی مسلمان ہو گئی اور ان کے بھانجے بھی مسلمان ہوگئے۔ جنرل عبدالعلی کی والدہ جو ملک جعفر کی ساس تھیں، وہ بھی مسلمان ہوگئیں۔ ملک جعفر صاحب جنہوں نے قومی اسمبلی کا ۱۹۷۰ء کا الیکشن پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر لڑا، اور کامیاب ہوئے، تو ایک قرارداد قومی اسمبلی میں انہوں نے بھی جمع کرائی۔ تقریباً چھ قراردادیں تھیں۔ بھٹو صاحب کا خیال یہ تھا اور یہ بالکل صحیح تھا کہ

یک وقت چھ قراردادوں پر اگر قومی اسمبلی میں بحث شروع ہوگئی تو ایوان مچھلی بازار بن جائے گا۔ ان چھ قراردادوں کو سامنے رکھ کر ایک متفقہ مسودہ تیار کرلیں اور حکومت یا اپوزیشن کی بجائے وہ ایوان کی طرف سے متفقہ قرارداد پیش ہو۔ وفاقی وزیر قانون قرارداد پیش کرے۔ قائد حزب اختلاف حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ سب سے پہلے اس کی تائید کردیں، پھر استصواب رائے کرالیا جائے اور اسمبلی کے ارکان اپنا حق رائے دہی استعمال کریں۔ اس کے بعد پرائم منسٹر بطور قائد ایوان کے پالیسی بیان دیں۔ اپوزیشن، حکومت، اور تمام اراکین پارلیمنٹ کا شکریہ ادا کریں اور اجلاس کی کارروائی مکمل کرلی جائے۔ اب متفقہ مسودے پر ان حضرات کی دو تین گھنٹے کی تفصیلی گفتگو ہوئی اور تقریباً آپ حضرات کے ہمعصر رفقاء وخدام میں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے (مولانا اللہ وسایا) یہ اعزاز بخشا ہے کہ کراچی سے لے کر خیبر تک بیسیوں مرتبہ دیوانوں کی طرح میں نے اس کی گردان پڑھی ہے۔ آج کی مجلس میں اس سے متعلق ایک بھی جملہ آپ حضرات کی خدمت میں، میں نے عرض نہیں کرنا، بلکہ اس کا تکملہ بیان کرنا ہے۔

حضرات گرامی! جب یہ ان قراردادوں کی روشنی میں ایک مسودہ تیار کرنے سے فارغ ہوئے، اٹھنے لگے، تو بھٹو مرحوم نے بیٹھے بیٹھے حضرت مفتی صاحب کی کلائی پر ہاتھ رکھا اور انہیں کہا کہ: حضرت مفتی صاحب! میری ایک پریشانی ہے۔ آپ میری مدد کریں۔ سارا وفد بیٹھ گیا تو جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ سے کہا: مفتی صاحب! میں ساری رات کروٹیں بدلتا رہا ہوں۔ کوہ ہمالیہ کسی کے سر پر رکھ دیا جائے تو شاید وہ اتنا وزن محسوس نہ کرے، جتنا میں ذہنی طور پر پریشان ہوں۔ میری پریشانی یہ ہے کہ کل ہم قرارداد پاس کرانے چلے ہیں۔ قرارداد منظور ہوجائے گی اور قادیانیوں کو آئین میں غیر مسلم درج کردیا جائے گا اور اگر اگلے دن کراچی سے خیبر تک تمام قادیانی اس کو تسلیم کرنے سے انکار کردیں تو کیا ایک ایک قادیانی کو پکڑ کر اس کے اوپر قانون نافذ کیا جائے گا۔ یہ کتنا مشکل اور دشوار مرحلہ ہوگا؟ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے بھٹو صاحب سے درخواست کی کہ بھٹو صاحب! آپ بلاوجہ پریشان ہو رہے ہیں۔ حل میں بتاتا ہوں، عمل آپ کرلیں۔ ایک سیکنڈ لگے گا۔ کراچی سے خیبر تک ہر قادیانی کی گردن میں قانون کا پھندا ایسا فٹ ہوجائے گا کہ قانون کے سامنے ہر قادیانی گردن جھکائے پوری دنیا کو نظر آئے گا۔ بھٹو صاحب اس پر بہت سیریس ہوئے۔ انہوں نے کہا: جی ارشاد فرمائیں؟

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا: کیا سارے ملک کے شناختی کارڈ بنتے ہیں؟ بھٹو صاحب نے فرمایا: بنتے ہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا: کیا سارے ملک کی ووٹرلسٹیں بھی بنیں گی؟ بھٹو صاحب نے فرمایا: بنیں گی۔ مفتی صاحب نے فرمایا: بیرون ملک جس نے سفر کرنا ہو، اسے پاسپورٹ کی ضرورت ہوتی ہے؟ بھٹو صاحب نے کہا: ہوتی ہے۔

مفتی صاحب نے فرمایا: میری تجویز یہ ہے کہ شناختی کارڈ کے اپلی کیشن فارم میں، پاسپورٹ کے اندر اور ووٹرلسٹوں میں ایک کالم کا آپ اضافہ کردیں، مذہب کے ایک خانے کا اضافہ کردیں جس میں ہر پاسپورٹ اور ووٹرلسٹ میں اپنا نام درج کرانے والا اور ہر شناختی کارڈ بنانے والا اپنے مذہب کا اعلان کرے۔ جو ہندو ہیں، اپنے آپ کو ہندو لکھیں۔ جو سکھ ہیں، اپنے آپ کو سکھ لکھیں اور جو مسلمان ہیں، وہ مذہب میں اسلام لکھیں۔ جو مذہب میں اسلام لکھیں، ان کے لئے ان تینوں کاغذات میں:

یعنی ووٹرلسٹوں کی فہرست میں

پاسپورٹ میں

شناختی کارڈ کے اپلی کیشن فارم میں

نیچے دو سطروں کا ایک حلف نامہ دے دیں کہ میں رحمت عالم ﷺ کو غیر مشروط طور پر اللہ رب العزت کا آخری نبی سمجھتا ہوں۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے، جیسے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے لاہوری یا قادیانی کو بھی غیر مسلم سمجھتا ہوں اور میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ قادیانی اگر مسلمانوں میں نام لکھواتا ہے، اپنا مذہب اسلام لکھتا ہے تو نیچے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر اسے دستخط کرنے پڑیں گے، بھلے سارے قادیانی مرزا قادیانی کے کفر پر دستخط کرتے ہیں، مسلمانوں میں نام لکھواتے ہیں تو ہمیں کوئی اشکال نہیں۔ اور اگر وہ مرزا قادیانی کے کفر پر دستخط نہیں کرتے تو خانہ مذہب میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں لکھوا سکتے۔ میرے نزدیک اس کا یہ حل ہے گویا کہ ایک ایسا قانونی اور آہنی شکنجہ تیار کر دیا گیا قادیانیوں کے لئے کہ مسلمانوں میں نام لکھوائیں تو مرزا قادیانی کے کفر پر دستخط کریں اور اگر مرزا قادیانی کے کفر پر دستخط نہیں کرتے تو مسلمانوں میں نام نہیں لکھوا سکتے۔

اس پر جناب بھٹو صاحب وجد کی کیفیت میں کھڑے ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب کو بھی ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا، سینے سے لگایا اور بار بار ان کا ہاتھ پکڑ کے خوب جھٹک کے کہتے: مفتی صاحب! آپ بہت ذہین آدمی ہیں اور ہماری سوچ سے بھی زیادہ ذہین آدمی ہیں۔ ساری رات میں جس مسئلے کو حل نہیں کر پایا، آپ نے سیکنڈ لگایا، اسے حل کردیا۔

میرے بھائیو! یہ ہے ”حلف نامہ“ اب اس کی

رو سے ووٹر لسٹوں میں جس وقت تک مذہب کا خانہ موجود ہے تو ووٹر لسٹوں کی جس وقت تیاری ہوگی، عیسائیوں کی فہرست علیحدہ بنے گی۔ ہندوؤں کی علیحدہ، سکھوں کی علیحدہ، قادیانیوں کی علیحدہ، مسلمانوں کی علیحدہ، بدھسٹ کی علیحدہ۔

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں ۱۹۷۷ء کا الیکشن جناب بھٹو صاحب کے زمانہ میں ہوا اور وہ مخلوط الیکشن تھا۔ لیکن اس میں (۱۹۷۷ء) فہرستیں سب کی جدا جدا تھیں۔ آگے چل کر جنرل ضیاء الحق مرحوم تشریف لائے۔ انہوں نے جداگانہ طرز انتخاب کا اعلان کیا اور جداگانہ طرز انتخاب میں تو فہرستیں ہوتی ہی جدا جدا ہیں۔ اس کے بغیر جداگانہ الیکشن نہیں ہوسکتا۔

لیکن جنرل صاحب کے زمانہ میں ایک اور حادثہ ہوگیا۔ ایک تھے جسٹس مولوی مشتاق حسین۔ اس کے نام کے ساتھ ''مولوی'' کا لفظ تھا۔ ''مولوی'' یہ ان کے خاندان کی گوت تھی، مولوی نہیں تھا۔ جیسے آج کل ایک محجوبہ مفتی ہیں، وہ مقبوضہ کشمیر کے اندر ہوتی ہیں، مفتی کہلاتی ہیں، لیکن وہ مفتی نہیں ہیں، صرف محجوبہ ہیں۔ آپ حضرات میں سے جو مفتی ہیں، میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ وہ مفتی نہیں ہیں۔ وہ انڈیا کی رہنے والی ہیں تو یہ ان کے خاندان کی ایک گوت تھی۔ مولوی اس کو کہتے تھے۔ اب میں مولوی کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے مشتاق حسین کا لفظ استعمال کروں گا۔ اس جسٹس مشتاق حسین نے (آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ) جناب ذوالفقار علی بھٹو کی سزائے موت کا فیصلہ لکھا تھا۔ جب یہ ریٹائر ہوئے جنرل ضیاء الحق صاحب نے احسان اتارنے کے عوض میں ان کو الیکشن کمیشن کا سربراہ مقرر کردیا۔ مشتاق صاحب کے ذہن پر ہر وقت یہ واہمہ سوار رہتا تھا کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی برسر اقتدار آگئی تو مجھے الٹا لٹکا کے میری چمڑی ادھیڑ دیں گے۔

جب یہ الیکشن کمیشن کا سربراہ بنا تو لاہور کے اندر شملہ پہاڑی کے قریب مرزا ناصر ٹھہرا ہوا تھا۔ رات کے وقت جسٹس مشتاق حسین اس کو ملنے کے لئے گیا اور یہ سب سے پہلے خبر حضرت مولانا تاج محمود صاحب مرحوم نے (ان کے اتنے ذرائع تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑ رحمتیں ہوں ان کی تربت پر، انہوں نے) اپنے ہفت روزہ لولاک میں شائع کی تھی۔

حضرات علماء کرام! مرزا ناصر احمد نے مشتاق حسین صاحب کو یہ پیشکش کی کہ آپ الیکشن کرائیں۔ الیکشن سے فارغ ہوکر ریٹائرمنٹ لیں۔ عالمی عدالت کا جج چوہدری ظفر اللہ قادیانی ہے، میں اس سے کہتا ہوں، وہاں ہیگ میں آپ کی ملازمت کا انتظام کرادیتا ہوں، آپ بقیہ زندگی بیرون ملک گزاریں، ملازمت بھی کریں، پیسے بھی کمائیں، چین سے رہیں، اس کے عوض میں ہمارا ایک کام کردیں۔

اور وہ کام یہ کہ: یہ جو مسلمانوں کے لئے حلف نامہ ہے، دو تین جگہ پر الفاظ کا ہیر پھیر کرکے (ڈرافٹ بھی ساتھ لایا تھا کہ آپ اس کے اندر) یہ ترمیم کردیں۔ تاکہ قادیانی ہونے کے باوجود ہم مسلمانوں میں اپنا نام لکھوا سکیں، مشتاق حسین اس کے لیے تیار ہوگیا۔ اگلے دن گورنمنٹ کی پریس کو ٹھیکہ دے دیا گیا اور کروڑوں کی تعداد میں نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ دیکھا الیکشن کے فارم چھاپے اور اس تبدیل شدہ حلف نامے سے، ہم فارغ ہوگئے۔ قادیانی سازش مرزا ناصر اور مشتاق حسین کے ملاپ سے کامیاب ہوگئی۔

اب آپ حضرات کی مسکین جماعت، مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس وقت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف صاحب جالندھریؒ تھے، وہ گئے۔ انہوں نے پرانا حلف نامہ بھی لیا اور نیا حلف نامہ بھی حاصل کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب شوگر کے باعث (انگوٹھے کا آپریشن کرایا ہوا تھا) سی ایم ایچ راولپنڈی میں داخل تھے، جا کر ان کو دیا تو مفتی صاحب نے بڑی دقت نظر سے ان کو پڑھا، نیچے رکھا، عینک اتاری، سرہانے پر رکھی، آنکھوں کو مسلا اور آب دیدہ ہوکر مولانا محمد شریف صاحب سے کہا کہ: مولانا! یہ ہمارے ساتھ کیا ہوگیا؟ ہمارے بزرگوں کی سوسالہ جدوجہد تھی، ساری غارت گئی ہے۔ یہ ہوا کیا ہے؟ مولانا محمد شریف صاحب نے تفصیلات بتائیں۔

وہیں سے بیٹھ کر حضرت مفتی صاحب نے فون کرایا۔ اس زمانہ میں آپ حضرات کا یہ موبائل وغیرہ تو ہوتا نہیں تھا۔ فون کرایا نوابزادہ نصر اللہ کو۔ وہ آئے حضرت مفتی صاحب اور حضرت نوابزادہ صاحب دونوں ضیاء الحق کے پاس گئے۔ ان کے سامنے فارم رکھے تو ایسی بدیہی اس کے اندر تبدیلی تھی کہ بولنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ضیاء صاحب نے دیکھا تو اس نے مشتاق کو فون کیا۔ مشتاق نے کہا: نہیں! وہ تو ایک دو لفظ کی بات ہے، کوئی ایسی تبدیلی نہیں۔ انہوں نے کہا: تبدیلی نہیں، جنرل ضیاء الحق نے فرمایا: یہ تمہارے کہنے کے مطابق تو ایسا نہیں ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ تم نے تبدیلی کی ہے اور حضرت مفتی صاحب میرے پاس بیٹھے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ فارم تبدیل کرو۔ اس نے کہا: فارم تو تبدیل نہیں ہوسکتے، وہ تو چھپ گئے ہیں اور اگر دوبارہ چھاپے گئے تو کروڑوں کا نقصان ہوگا بجٹ کا، قوم کا، تو ضیاء الحق نے مفتی صاحب سے درخواست کی کہ حضرت اس دفعہ تو آپ مان جائیں، آپ بھی زندہ ہیں، میں بھی زندہ، وعدہ رہا اگلے الیکشن میں تصحیح کرلیں گے۔ مفتی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ضیاء صاحب! آپ لمبی سوچ کر بیٹھے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو جو سانس نکل کر جارہا ہے، یہ بھی توقع نہیں کہ یہ واپس آئے گا یا نہیں۔ آپ پانچ سال کی مجھ سے مہلت مانگتے ہیں کہ پانچ سال کے لئے

ہم اپنا دین اپنی غیرت اور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ وابستگی آپ کے پاس گروی رکھ دیں؟ آپ ہم سے یہ توقع نہ رکھیں۔ کراچی سے خیبر تک اگر ایک ووٹ بھی قادیانیوں کا مسلمانوں کی فہرستوں میں درج ہوا تو اکیلے دیوانہ وار میں سڑکوں پر آؤں گا اور پھر اس کے بعد جو ہوتا ہے، دیدہ باید!

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے کرم کا معاملہ کیا۔ ضیاء صاحب کو بات سمجھ میں آ گئی اور وہ بار بار کہتا تھا کہ جی نقصان بہت ہوگا خزانے کا، مفتی صاحب نے فرمایا: وہ تم مشتاق کے پیٹ سے نکلوانا، یہ اس نے زیادتی کی ہے۔ وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ اس کو کس نے اختیار دیا تھا ترمیم کرنے کا؟ باقی فارم غلط یہ سارے کینسل کریں، نئے چھاپیں۔ چنانچہ آپ حضرات کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ آج سے تقریباً تین دھائی پہلے یعنی ۳۰ سال پہلے کی بات عرض کر رہا ہوں کہ اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ آپ حضرات کے ملک عزیز میں بغیر کسی تحریک چلائے، ایک مرتبہ پھر کفر ہارا اور اسلام جیتا۔

حضرات علماء کرام! میں پاکستان کی تاریخ نہیں بیان کر رہا۔ اس کے بعد کون کون آئے برسر اقتدار، یہ تاریخ کا عنوان ہے، میرے موضوع کا حصہ نہیں۔ میں اپنے موضوع کے متعلق نتیجے کی باتوں کا انتخاب کر رہا ہوں۔

آگے چل کر پھر دور آتا ہے جناب پرویز مشرف کا۔ جنرل ضیاء الحق صاحب نے اعلان کیا تھا کہ جداگانہ انتخابات ہوں گے۔ پرویز مشرف نے کہا مخلوط ہوں گے۔ پرویز مشرف نے جب مخلوط انتخابات کا اعلان کیا تو مخلوط انتخابات کو بہانہ بنا کر انہوں نے ساری فہرستیں جس طرح چوہڑے کی چھری ہوتی ہے حلال کے اوپر بھی چلتی ہے، حرام کے اوپر بھی چلتی ہے۔ اس طرح کر کے انہوں نے مسلمانوں اور قادیانیوں کی فہرستیں مکس کر دیں۔ تب فلیٹی ہوٹل لاہور میں اجلاس ہوا۔ چاروں مکاتب فکر، پانچوں وفاق المدارس، ملک بھر کی مذہبی، سیاسی جماعتیں اس اجلاس کے اندر شریک ہوئیں۔ مولانا فضل الرحمان صاحب نے اس کی صدارت کی۔ آج میں جب آنکھیں بند کرتا ہوں تو وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے کہ ان کے دائیں نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب مرحوم تھے اور بائیں قاضی حسین احمد صاحب مرحوم تھے۔ ساری قیادت موجود تھی اور دن بھر غور کرنے کے بعد شام کو انہوں نے اپنے فیصلے کا اعلان کیا کہ ایک ہفتے کی پرویز مشرف صاحب کو مہلت ہے کہ وہ فہرستیں جدا جدا تیار کرائیں۔ اگر جدا جدا تیار نہ کیں تو ہم سڑکوں پر آئیں گے۔ آپ حضرات کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اس اعلان کے چھتیس گھنٹے کے بعد پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پرویز مشرف کی گردن کے اندر جو سریا تھا وہ ٹیڑھا ہوا اور لفظ تو غیر مناسب ہے، لیکن کہے بغیر چارہ نہیں کہ جو اس نے قے کی تھی، اسے چاٹنی پڑی، جو اس نے اگلا تھا، اسے نگلنا پڑا اور اس کے ساتھ ساتھ ۲۰۰۲ء کے الیکشن اصلاحات میں ۷ بی اور ۷ سی کا اضافہ بھی کیا گیا۔

۷ بی یہ ہے: دفعہ ۷ ب میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ: "مخلوط طرز انتخاب کے باوجود قادیانیوں اور لاہوریوں کی قانونی حیثیت غیر مسلم ہی کی رہے گی، جیسا کہ دستور پاکستان میں یہ طے پایا ہے۔"

۷ سی یہ ہے: دفعہ ۷ ج میں یہ قرار دیا گیا کہ: "اگر کسی ووٹر پر کسی کو اعتراض ہو کہ اسے مسلمان ظاہر کیا گیا ہے، جب کہ درحقیقت وہ قادیانی یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا ہے تو اس ووٹر پر لازم ہوگا کہ وہ مجاز اتھارٹی کے سامنے ختم نبوت پر ایمان کے متعلق اس طرح کا بیان حلفی جمع کرائے، جیسے مسلمان کرتے ہیں۔ مزید یہ قرار دیا گیا کہ: ایسا بیان حلفی جمع کرانے سے انکار کی صورت میں اسے غیر مسلم متصور کیا جائے گا اور اس کا نام مسلمانوں کی ووٹر لسٹ سے نکال دیا جائے گا۔ یہ بھی قرار دیا گیا کہ: اگر ایسا ووٹر مجاز اتھارٹی کے سامنے پیش ہی نہ ہو، باوجود اس کے کہ اسے باقاعدہ نوٹس مل چکا ہو تو ایسی صورت میں اس کے خلاف قضاء علی الغائب..........کے اصول پر فیصلہ کیا جائے گا۔"

اور اللہ نے کرم کیا کہ ایک دفعہ پھر اس مسئلے پر کفر ہارا اور اسلام جیتا۔

میرے بھائیو! میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اب آپ حضرات کے ملک میں ۲۰۱۸ء کے الیکشن کی تیاری ہو رہی ہے۔ ہر الیکشن کے موقع پر ایک انتخابی اصلاحات کا بل قومی اسمبلی کے اندر آتا ہے۔ اس دفعہ بھی ۲ اکتوبر ۲۰۱۷ء کو نیشنل اسمبلی میں ۲۰۱۸ء کے الیکشن کے لئے انتخابی اصلاحات کا بل لایا گیا۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ پچھلے الیکشن میں اگر کوئی کی کوتاہی رہ گئی تھی تو اس دفعہ دور کر لیں۔ تجربات کی روشنی میں کہ یہ ٹھیک نہیں۔ اس طرح کر لیں، اس طرح نہیں، یوں کر لیں، یوں نہیں، یوں کر لیں۔ اس کے لئے انہوں نے کمیٹی بنائی اور میں تسلیم کرتا ہوں جمعیت علماء اسلام سمیت ساری جماعتوں کا ایک ایک نمائندہ اس کمیٹی میں تھا۔ چھتیس ارکان کی وہ کمیٹی تھی اور تقریباً ڈیڑھ سال میں ایک سو چھبیس اس کے اجلاس ہوئے۔ یوں کر دو، یوں نہیں، یوں کرو، یہ ٹھیک نہیں، ایسے ہے، یہ سارے کمنٹس جو ہیں وہ وزارت قانون نے تیار کرنے تھے۔ اب اس کا فائنل ڈرافٹ وہ بھی وزارت قانون نے تیار کرنا تھا۔

میں اللہ رب العزت کے گھر میں ہوں، سونے کی تول تول رہا ہوں۔ میں کسی کی جانب داری

نہیں ... کہ گفتگو کو لچھے دار بنانے کے لیے میں اپنی عاقبت خراب کروں۔ میں ایسے نہیں کر رہا۔ پارلیمانی نمائندہ کمیٹی کے ایک سو چھبیس اجلاسوں کے بعد ایک اور اجلاس ہوا، میں دیانتداری کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ اس اجلاس کے اندر انوشہ رحمان بھی موجود تھی۔ اس اجلاس کے اندر وزیر قانون بھی موجود تھے۔ ڈپٹی اٹارنی جنرل قادیانی عامر الرحمان وہ بھی موجود تھا۔ (جب اس کو ڈپٹی اٹارنی جنرل بنایا جا رہا تھا، اس وقت نواز گورنمنٹ سے ہم نے درخواست کی کہ یہ سکہ بند قادیانی ہے، اس کو ڈپٹی اٹارنی جنرل نہ بنائیں، لیکن ہماری نہیں سنی گئی) میں درخواست کرتا ہوں کہ اس کے علاوہ ہیومن رائٹس کا نمائندہ موجود تھا اور جیسے قادیانیوں سے پوچھ کر کہ آپ کو کیا چاہیے، بل کے اندر تبدیلی کر دی گئی۔ بظاہر یہ ایک دو الفاظ تھے، لیکن نتیجے کے اعتبار سے آپ نے پست ہو جانا تھا اور قادیانیوں نے دوبارہ آپ کے سروں پر مسلط ہو جانا تھا۔ اب یہ بل سینیٹ میں آیا، وہاں پر حافظ حمد اللہ صاحب بولے کہ اس بل میں ''حلف نامہ'' کو ''اقرار نامہ'' میں تبدیل کیا گیا ہے، یہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے اوپر باقاعدہ رائے شماری بھی ہوئی اور تحریک انصاف نے اور پاکستان پیپلز پارٹی نے سینیٹ میں اس کے خلاف ووٹ دیا اور اس کے نتیجے میں ایک ووٹ کی کمی سے حافظ حمد اللہ صاحب کی یہ قرارداد مسترد ہو گئی اور وہ وہاں ہار گئے اور شام کو قومی اسمبلی میں یہ بل پیش کر دیا گیا۔ وہاں کشور نعیمہ ایک خاتون ہیں جمعیت کی رکن اسمبلی، طارق اللہ صاحب جو جماعت اسلامی کے ایک نمائندہ ہیں قومی اسمبلی میں، وہ اور شیخ رشید صاحب ان حضرات نے آواز بلند کی، لیکن اس تیزی کے ساتھ ۸۰ صفحے کا بل گزار دیا گیا اور اسے آناً فاناً پاس بھی کر دیا کسی کو سنبھلنے کا ہی موقع نہ دیا۔ ان حضرات کا خیال یہ تھا کہ پہلے تو اس بل کو پڑھے گا کوئی نہیں۔ کسی نے پڑھا تو سمجھے گا کوئی نہیں۔ سمجھا تو بولے گا کوئی نہیں۔ بولا تو آگے سنے گا کوئی نہیں۔ کسی نے سنا تو مانے گا کوئی نہیں۔ کسی نے مانا تو ان کے ساتھ کوئی چلے گا نہیں۔ ساتھ چلے تو دو دن کے بعد تھک کر بیٹھ جائیں گے۔ اتنے مفروضوں در مفروضوں کے بعد انہوں نے یہ بل پیش کیا۔

میرے بھائیو! آپ حضرات بھی اندازہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب سے اگر دین کا کام لے لیں تو ہمیں اس کے اوپر اترانا نہیں چاہیے۔ یہ اس کریم کا کرم ہے، ورنہ کسی بھی کام کے لئے اس کی ذات کسی وسیلے کی بھی محتاج نہیں ہے۔ آپ حضرات ذرا اندازہ تو کریں نامیاں!

(جاری ہے)

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بنا پر طویل ہوگیا تو انہوں نے اس کا نام "معتمد اور غیر معتمد تفاسیر" رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کردیا۔ افادۂ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ "ختم نبوت" میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

(۲۹)

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

امین احسن اصلاحی صاحب کا شاذ نظریہ نمبر۱

امین احسن اصلاحی صاحب نے بسم اللہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: "شروع خدائے رحمان ورحیم کے نام سے۔"

تبصرہ:

اس ترجمہ میں اصلاحی صاحب نے رحمان ورحیم کے مبالغہ اور تاکید کو ظاہر نہیں کیا ہے، پھر یہ ترجمہ کلام غیر مفید کے درجہ میں رکھا ہے جس کی نہ مبتدا ہے نہ خبر ہے نہ رحمان ورحیم کا ترجمہ ہے، پھر اس کی تفسیر میں عام اہل تراجم پر رد کیا ہے کہ وہ رحیم کے لفظ کو رحمان کے لئے بطور تاکید مانتے ہیں جو غلط ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: "بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رحمان کے بعد رحیم کا لفظ تاکید مزید کے لئے آگیا ہے، ہمارے نزدیک یہ خیال صحیح نہیں ہے بلکہ ان میں سے ایک (صفت) خدا کی رحمت کے جوش وخروش کو ظاہر کررہی ہے اور دوسری (صفت) اس کے دوام وتسلسل کو۔ (تدبر قرآن ج۱ص:۶)

اسی تفسیر وتشریح کے پیش نظر جاوید احمد غامدی صاحب بسم اللہ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں: "اللہ کے نام سے جو سراسر رحمت ہے جس کی رحمت ابدی ہے۔" عام اہل تراجم اور عام مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے وہی صحیح ہے یعنی شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

مفسر عظیم امام قرطبی لکھتے ہیں کہ قطرب کہتے ہیں کہ رحمان اور رحیم کو تاکید کے لئے جمع کیا گیا ہے۔ ابواسحاق کہتے ہیں یہ قول بہت اچھا ہے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں: "وفی التوکید اعظم الفائدة" یعنی تاکید میں بہت بڑا فائدہ ہے۔ (قرطبی، ج۱، ص:۱۰۵)

اصلاحی صاحب کا شاذ نظریہ نمبر۲

﴿الٓمٓ﴾ علامہ اصلاحی صاحب لکھتے ہیں: یہ ایک مستقل جملہ ہے، عربی زبان کے قاعدے کے مطابق یہاں مبتدا محذوف ہے، اس کو ظاہر کروایا جائے تو پوری بات یوں ہوگی "ھٰذہٖ الٓمٓ" یہ الف میم ہے۔ (تدبر قرآن ص:۳۸)

اصلاحی صاحب اپنے استاذ وامام فراہی صاحب کی تحقیق یوں پیش کرتے ہیں: ان حروف کے معانی کا علم اب اگرچہ مٹ چکا ہے، تاہم بعض حروف کے معانی اب بھی معلوم ہیں اور ان کے لکھنے کے ڈھنگ میں بھی ان کی قدیم شکل کی کچھ نہ کچھ جھلک پائی جاتی ہے، مثلاً الف کے متعلق اب بھی معلوم ہے کہ وہ گائے کے معنی بتاتا تھا اور گائے کے سر کی صورت ہی پر لکھا جاتا تھا، "ب" کو عبرانی میں بیت کہتے ہیں اور اس کے معنی بھی بیت "گھر" کے ہیں، "ج" کا عبرانی تلفظ جیمل ہے جس کے معنی جمل "اونٹ" کے ہے، "طٰ" سانپ کے معنی میں آتا تھا اور سانپ ہی کی شکل پر لکھا جاتا تھا، "م" پانی کی لہر پر دلیل ہوتا تھا اور اس کی شکل بھی لہر سے ملتی جلتی بنائی جاتی تھی۔ (تدبر قرآن ص:۴۰)

تبصرہ:

عام مفسرین کے راستے کو چھوڑ کر جو لوگ اپنے خیالی گھوڑے دوڑاتے ہیں وہ اسی طرح ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ دیکھو: کیا لکھتے ہیں؟ الف سے گائے مراد ہے اور سورۃ بقرہ میں گائے کا ذکر ہے، طٰہ سے سانپ مراد ہے اور اس سورۃ میں سانپ کا قصہ ہے، "ن" نون سے مچھلی مراد ہے اور اس سورۃ میں اس پیغمبر کا ذکر ہے، جو مچھلی کے پیٹ میں چلا گیا تھا۔ "سُبْحَانَ اللّٰہِ ذَالِکَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ"! اصلاحی صاحب سے اگر پوچھا جائے کہ آپ نے جو ترجمہ کیا ہے کہ یہ الف لام میم ہے تو آپ بتائیں کہ اس جملہ سے اللہ تعالیٰ کا مقصد ومطلب کیا ہے؟ الف لام میم تو سب کو نظر آرہے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ کیوں بتا رہا ہے کہ یہ الف لام میم ہے؟ اصلاحی صاحب نے اس ترجمہ سے قرآن کی عظمت کو نقصان پہنچایا ہے۔ ان کا یہ نظریہ غلط ہے کہ قرآن میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس کا مطلب مجمل ہو یا متشابہ ہو، اس لئے اس

نے واضح کر دیا کہ یہ الف لام میم ہے، تاکہ حروف مقطعات متشابہات میں سے نہ رہیں حالانکہ سارے مفسرین اس کو متشابہات کہتے ہیں کہ اس کا مطلب صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہے۔

اصلاحی صاحب کا شاذ نظریہ نمبر ۳

﴿وَمِنَ النَّاسِ﴾ (سورۃ بقرہ آیت: ۸)

الناس کا لفظ اگرچہ عام ہے لیکن قرینہ دلیل ہے کہ یہاں اس عام سے ایک خاص گروہ مراد ہے اور وہ گروہ ہے یہود کا۔ اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ صرف یہود ہی ہوسکتے تھے جن کے اندر کوئی جماعت وہ روپ دھار سکتی تھی جس کی طرف قرآن نے ان آیات میں اشارہ کیا ہے۔ (تدبر قرآن: ۷۴)

تبصرہ

مولانا جلیل احسن ندوی ایک گہرے عالم ہیں وہ ایک حد تک مولانا اصلاحی کے مداحین میں سے ہیں، اصلاحی صاحب نے ان سے درخواست کی تھی کہ وہ ان کی تفسیر تدبر قرآن پر ناقدانہ نظر دوڑائیں، مولانا جلیل احسن صاحب نے تدبر قرآن کے بہتر ۷۲ مقامات پر اس طرح تنقید کی ہے کہ اصلاحی صاحب نے آیت کا ترجمہ غلط کیا ہے یا تفسیر وتشریح میں غلطی کی ہے، آپ نے ان ناقدانہ نظرات پر مشتمل ایک کتاب بھی چھاپی ہے جو ایک سو ستر صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ نے پہلی تنقید تدبر قرآن میں الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ کے ترجمہ اور پھر تفسیر پر کی ہے اور خوب تنقید کی ہے۔ آپ نے دوسری تنقید تدبر کے ﴿وَمِنَ النَّاسِ﴾ کی تفسیر پر کی ہے کہ اصلاحی صاحب نے مدینہ کے عرب منافقین کے بجائے تمام آیتوں کو یہود پر چسپاں کردیا ہے، جبکہ عام مفسرین ان کو عرب منافقین پر حمل کرتے ہیں۔ اصلاحی صاحب کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اوپر میں نے جو عبارت تدبر قرآن سے نقل کی ہے وہ آپ کے سامنے ہے، خلاصہ یہ کہ جمہور مفسرین کا راستہ چھوڑ کر جو شخص اپنی رائے کے مطابق تفسیر لکھے گا وہ اسی طرح غلطیاں کرے گا۔ جاوید غامدی صاحب نے بھی یہی غلطی کی ہے۔ آئندہ اس کی تفصیل آنے والی ہے۔

اصلاحی صاحب کا شاذ نظریہ نمبر ۴

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ﴾

(بقرہ: آیت ۲۱)

اصلاحی صاحب لکھتے ہیں: یہ خطاب اگرچہ بظاہر عام ہے لیکن یہاں مخاطب جیسا کہ اوپر گزرا خاص طور پر مشرکین عرب ہیں، اس خطاب کو مشرکین کے ساتھ مخصوص ماننے کی وجہ ہمارے نزدیک یہ ہے....الخ۔ (تدبر قرآن: ص: ۹۳)

تبصرہ:

یہاں اس خطاب کو مشرکین کے ساتھ خاص کرنا اصلاحی صاحب کی اپنی تصنیف کردہ بات ہے۔ یہ خطاب نزول قرآن کے وقت سے لے کر قیامت تک تمام کفار کو ہے خواہ وہ مشرکین ہوں یا یہود ونصاریٰ ہوں یا ہندو اور پارسی ہوں، اس کو خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اصلاحی صاحب نے قرآن عظیم کے عمومی خطاب کو توڑ کر اپنے ذہن کے نظم اور ربط کو ملحوظ رکھا ہے تو غرض یہ ہے کہ نظم اور ربط پر اتنا زور نہ دیا جائے کہ قرآن کی بنیادی تعلیم اس سے متزلزل ہوجائے۔ پورے قرآن میں اس طرح خطاب عموم کے لئے آتا ہے، اس کو خاص کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے۔ علامہ جلیل احسن ندوی نے بھی اس مقام پر اصلاحی صاحب پر سخت تنقید کی ہے۔

(تدبر قرآن پر ایک نظر: ۱۷ تا ۲۱)

اصلاحی صاحب کا شاذ نظریہ نمبر ۵

﴿ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ﴾ (سورۃ بقرہ آیت: ۵۶)

اصلاحی صاحب نے یہاں موت کے حقیقی معنی کو چھوڑ کر بطور استعارہ بے ہوشی کے معنی کو ترجیح دی ہے، لکھتے ہیں: "اس صاعقہ اور زلزلہ سے ان ستر سرداروں پر جو اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ طور پر گئے تھے جو حالت طاری ہوئی، قرآن مجید نے اس کو موت سے تعبیر کیا ہے، اس موت سے موت بھی مراد ہوسکتی ہے اور بطریق استعارہ بے ہوشی بھی۔ (تدبر قرآن ص: ۱۷۴)

تبصرہ:

امین احسن اصلاحی صاحب نے کئی دلائل کے زور سے یہ کوشش کی ہے کہ یہاں حقیقی موت کے بجائے مجازی موت ثابت کرے جو بے ہوشی ہے، تو عرض یہ ہے کہ جب حقیقی معنی لینے میں کوئی مانع نہیں ہے تو علماء لکھتے ہیں کہ مجازی کی طرف جانا صحیح نہیں ہے۔ اصلی مسئلہ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ روشن خیال اور ماڈرن قسم کے مفسرین معجزاتی اور کرشماتی چیزوں سے بہت دور بھاگتے ہیں۔ اب حقیقی موت کے بعد زندہ کرنا ایک معجزہ اور کرشمہ تھا تو اصلاحی صاحب نے مجازی معنی بے ہوشی پر آیت کو حمل کیا اور جمہور مفسرین سے الگ راستہ اختیار کیا۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اس پر بجلی نے تم کو ہلاک کیا اس کے بعد موسیٰ کی دعا سے ہم نے تم کو زندہ کیا۔ (تفسیر عثمانی ص: ۱۱)

اصلاحی صاحب کا شاذ نظریہ نمبر ۶

﴿وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا ھٰذِهِ الْقَرْیَةَ﴾

(بقرہ: ۵۸)

علامہ اصلاحی صاحب نے لکھا ہے کہ قریہ سے مراد شہر ہے، یہاں فلسطین کا کوئی شہر ہوسکتا ہے۔ آیت کا اگلا حصہ ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ ہے، اصلاحی صاحب لکھتے ہیں کہ: "سجدہ کے اصل معنی سر جھکانے کے ہیں، اس سر جھکانے کے مختلف درجے

ہوسکتے ہیں، اس کی کامل شکل زمین پر پیشانی رکھ دینے کی ہے جو ہم نماز میں اختیار کرتے ہیں، یہاں آیت میں اس سے مراد صرف سر جھکانا ہے۔

(تدبر قرآن:۱۷۶)

یہاں اصلاحی صاحب نے سجدہ کا مشہور معنی ترک کردیا ہے جو "وَضْعُ الْجَبْهَةِ عَلَى الْأَرْضِ" ہے، یہ تو حقیقی سجدہ کی تعریف ہے۔ اس سے اصلاحی صاحب نے شاید اس لئے اعراض کیا کہ اس نے شہر کے پھاٹک پر سجدہ کرنے سے انکار کیا ہے کیونکہ پھاٹک پر سجدہ سمجھ میں نہیں آتا ہے، اصلاحی صاحب نے شہر کے دروازہ کے بجائے یہاں عبادت خانہ کا دروازہ پیدا کردیا اور اسی کو آیت کا مصداق قرار دیا، چنانچہ لکھتے ہیں: "الباب سے بعض لوگوں نے بستی کا دروازہ مراد لیا ہے، اور بعض لوگوں نے خیمۂ عبادت کا دروازہ، میں اس دوسرے قول کو ترجیح دیتا ہوں، وجہ ترجیح بیان کرکے آگے لکھتے ہیں: ہمارا خیال ہے کہ یہاں دروازہ سے خیمۂ عبادت کا دروازہ ہے۔ مقصود یہ تھا کہ اس شہر میں داخل ہوں، اس کی زرخیزی اور شادابی سے آزادی کے ساتھ فائدہ اٹھائیں اور خیمۂ عبادت میں عاجزانہ حاضر ہوکر خدا کا شکر ادا کرتے رہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہیں۔

(تدبر قرآن ص:۱۷۶)

تبصرہ:

غرض یہ ہے کہ یہاں اصلاحی صاحب نے جمہور مفسرین سے الگ راستہ اختیار کیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہاں سر جھکانے والا سجدہ مراد ہے جیسا کہ اصلاحی صاحب نے اس کو ترجیح دے کر ثابت کیا ہے تو پھر خیمۂ عبادت تو مسجد ہوگئی، اب مسجد میں اصلی اور حقیقی سجدہ میں کیا رکاوٹ تھی کہ اصلاحی صاحب نے کہا کہ خیمۂ عبادت پر سجدہ سر جھکانا ہی مراد ہے! بستی کا دروازہ ہو تو سر جھکانا سمجھ میں آسکتا ہے۔ جمہور مفسرین سے الگ ہوکر تفسیر لکھنے کا وبال یہی ہے۔

مولانا جلیل احسن ندوی صاحب نے بھی یہاں اصلاحی صاحب پر کڑی تنقید کی ہے۔ شیخ الہند رحمہ اللہ نے کمر جھکانے کے مطلب کو بھی قبول کیا ہے لیکن وہ شہر میں داخل ہونے کے دروازہ کے بارے میں ہے، خیمۂ عبادت کا دروازہ اصلاحی صاحب کی ایجاد ہے۔

اصلاحی صاحب کا شاذ نظریہ نمبرے

﴿وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ﴾

(سورۃ بقرۃ:۶۳)

بنی اسرائیل کے سروں پر کوہ طور اٹھا کر لٹکا دیا گیا تھا کہ تورات کے احکام کو ماننے کے بعد عہد شکنی نہ کرو، نہیں تو یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا۔ عام مفسرین کے نزدیک یہ معاملہ حقیقت پر مبنی تھا اور ﴿وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ سے پہاڑ کے چیرنے کی تصریح بھی آگئی ہے، لیکن عام روشن خیال قسم کے مفسرین اس کو ایک تشبیہی اور تصوراتی مفروضہ مانتے ہیں کہ گویا ایسا نظر آرہا تھا کہ پہاڑ ان پر گرا جارہا ہے، حقیقت میں ایسا نہیں تھا اس سے یہ نام نہاد مفسرین ایک معجزاتی اور کرشماتی حقیقت سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گویا ایسا ہونے والا تھا، چنانچہ اصلاحی صاحب لکھتے ہیں

"یہ معاہدہ، قرآن مجید اور تورات دونوں میں تصریح ہے کہ بنی اسرائیل کے سرداروں سے دامن کوہ میں یہ لیا گیا اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک سخت زلزلہ نے پہاڑ کو ہلا دیا، اگر زلزلہ کے وقت آدمی کسی اونچی دیوار کے زیر سایہ یا پہاڑ کے دامن میں بیٹھا ہو تو ایسا معلوم ہوگا کہ پہاڑ یا دیوار سائبان کی طرح سر پر لٹک رہے ہیں اور اوپر گرا چاہتے ہیں، اس حالت کو قرآن نے طور کو ان کے سروں پر اٹھا لینے سے تعبیر کیا۔"

(تفسیر تدبر قرآن ص:۱۹۹)

تبصرہ:

اس طرح تاویل کرکے مودودی صاحب نے بھی غلطی کی ہے، سرسید احمد خان، غلام احمد پرویز، عنایت اللہ مشرقی نے بھی یہی غلطی کی ہے اور امین احسن اصلاحی بھی یہی غلطی کررہے ہیں۔ حالانکہ ﴿وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ کی آیت اس نظریہ کی تردید کرتی ہے جس میں پہاڑ کے چیرنے کا ذکر ہے۔ بہرحال عام مفسرین کا راستہ چھوڑ کر اسی طرح بھٹکنا پڑتا ہے۔ حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ نے بھی امین احسن اصلاحی وغیرہ ان لوگوں پر تنقید کی ہے۔

(جاری ہے)

اوصافِ نبوت

سنت اللہ یہی ہے کہ نبی کا حسب ونسب، اخلاق وکردار، صورت وسیرت، خلوت وجلوت اور ظاہر وباطن ایسا پاک اور مقدس ومطہر ہوتا ہے جس سے ہر شخص کا دل ودماغ مطمئن ہو اور کسی کو انگشت نمائی کا بال برابر بھی موقع نہ مل سکے، یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص شقاوتِ ازلی کی وجہ سے اس کی دعوت پر لبیک نہ کہے اور جوانکار میں مبتلا ہوکر ہدایت سے محروم رہ جائے، لیکن یہ ممکن نہیں کہ بدتر سے بدتر دشمن بھی نبی میں کسی "انسانی کمزوری" کی نشاندہی کرسکے۔

(انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی)

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

حافظ عبید اللہ

(۱۷)

حافظ ابن القیمؒ اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

اس کے بعد مرزا قادیانی نے حافظ ابن قیمؒ کا نام بھی قائلین وفات عیسیٰ علیہ السلام میں لکھا ہے، چنانچہ آیئے! دیکھتے ہیں کہ حافظ ابن القیمؒ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں:

’’وأن ربّه تعالیٰ أکرم عبده ورسوله ونزّهه وصانه أن ینال اخوان القردة منه ما زعمته النصاریٰ انهم نالوه منه، بل رفعه الله الیه مؤیداً منصوراً لم یشکه اعداءه بشوکة، ولا نالته أیدیهم بأذی، فرفعه الیه وأسکنه سماءه، وسیُعیده الی الارض ینتقم به من مسیح الضلال واتباعه، ثم یکسر به الصلیب ویقتل به الخنزیر ویعلي به الاسلام، وینصر به ملة اخیه وأولی الناس به محمد بن عبدالله علیهما افضل الصلاة والسلام‘‘

رب تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی عزت افزائی فرمائی اور ان کی اس سے حفاظت فرمائی کہ آپ تک بندروں کے بھائی (یعنی یہودی) پہنچ سکیں جیسا کہ عیسائی یہ سمجھتے ہیں کہ یہودیوں نے آپ کو جالیا تھا (جو کہ غلط ہے)، بلکہ اللہ نے آپ کی تائید ونصرت فرماتے ہوئے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اور آپ کے دشمن آپ کو ایک کانٹا بھی نہ چبھو سکے اور نہ ان کے ہاتھوں سے آپ کو کوئی اذیت پہنچ سکی، پس اللہ نے آپ کا رفع اپنی طرف کرلیا اور آسمانوں میں آپ کو ٹھکانہ دیا، اور اللہ آپ کو دوبارہ زمین پر لوٹائے گا اور آپ کے ذریعے گمراہی کے مسیح (یعنی دجال) اور اس کے پیروکاروں سے انتقام لے گا، پھر آپ کے ذریعے ہی صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور آپ کے ذریعے اسلام کو بلند کرے گا اور آپ کے بھائی اور آپ سے سب سے زیادہ قریب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کی آپ کے ذریعے نصرت فرمائے گا۔ (هداية الحیاریٰ فی أجوبة الیهود والنصاریٰ، صفحات 384و385دار عالم الفوائد، السعودیة)

لیجئے! امام ابن القیمؒ نے تو مرزا قادیانی کے مفروضوں پر بنی ساری عمارت ہی زمین بوس کردی، انہوں نے صاف طور پر لکھا کہ یہودی تو آپ کو ایک کانٹا بھی نہ چبھو سکے، جبکہ مرزا کا یہ کہنا ہے کہ آپ کو یہودیوں نے صلیب پر ڈال کر اذیت دی تھی، پھر امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا اور پھر دوبارہ آپ کو زمین پر بھیجے گا اور آپ مسیح ضلالت (دجال) اور اس کے پیروکاروں سے انتقام لیں گے، امام ابن قیمؒ کے اس واضح بیان کے بعد بھی انہیں وفات مسیح کا قائل بتانا مرزا قادیانی کا صریح جھوٹ نہیں تو کیا ہے؟!

ایک اور جگہ حافظ ابن قیمؒ یہود کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

’’انهم ینتظرون قائماً من ولد داود النبي، اذا حرّک شفتیه بالدعاء مات جمیع الأمم، وأن هذا المنتظر بزعمهم هو المسیح الذي وُعدوا به، وهم فی الحقیقة انما ینتظرون مسیح الضلالة الدجال، فهم أکثر اتباعه، والا فمسیح الهدیٰ عیسیٰ بن مریم علیه السلام یقتلهم ولا یُبقي منهم احداً .... والمسلمون ینتظرون نزول المسیح عیسیٰ بن مریم من السماء لکسر الصلیب وقتل الخنزیر وقتل اعداءه من الیهود وعبّاده من النصاریٰ، وینتظرون خروج المهدي من أهل بیت النبوة یملأ الارض عدلاً کما مُلئت جوراً وظلماً‘‘

ترجمہ: یہودی حضرت داؤدؑ کی اولاد سے ایک ایسی شخصیت کے آنے کے منتظر ہیں جو دعا کرے گا تو تمام اقوام مرجائیں گی، ان کے خیال میں ان سے اس مسیح کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ گمراہی کے مسیح یعنی دجال کا انتظار کررہے ہیں اور وہی اس کے پیروکار ہوں گے، ورنہ ہدایت کے مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تو اُن سب کو قتل کردیں گے اور کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے.........

اور مسلمان حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے منتظر ہیں جو صلیب کو توڑنے، خنزیر کو قتل کرنے اور اپنے دشمن یہود اور اپنی پوجا کرنے والے عیسائیوں کو قتل کرنے کے لئے تشریف لائیں گے، اسی طرح مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے مہدی کے خروج کے بھی منتظر ہیں جو زمین کو ایسے عدل وانصاف سے

بھردیں گے جیسے وہ ظلم وجبر سے بھری ہوگی۔(اغاثة اللهفان في مصايد الشيطان، جلد2، صفحات 1119و1120، مجمع الفقہ الاسلامی، جدہ)

اگر اب بھی کسی کو مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں شک ہو تو آیئے! ہم دکھاتے ہیں کہ امام ابن قیمؒ نے صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہیں آئی:

”وهذا المسيح بن مريم صلى الله عليه وسلم حيّ لم يمت، وغذاءه من جنس غذاء الملائكة“ یہ مسیح بن مریم علیہ السلام زندہ ہیں، انہیں موت نہیں آئی، اور ان کی غذا (آسمانوں میں) وہی ہے جو فرشتوں کی غذا ہے (یعنی تسبیح و تقدیس جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ ناقل)۔ (التبيان في أيمان القرآن، صفحہ 580، عالم الفوائد، السعودية)

امام ابن قیمؒ نے اس کتاب میں صاف طور پر لکھ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت نہیں ہوئی، اور اس سوال کا جواب بھی دے دیا کہ وہ آسمان میں کھاتے پیتے کیا ہوں گے کہ وہاں ان کی خوراک وہی ہے جو فرشتوں کی خوراک ہے یعنی تسبیح وتقدیس۔

اس کے علاوہ چند اور اکابرین امت کے نام سے بھی جماعت مرزائیہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتی ہے کہ وہ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں، ان شبہات کی حقیقت جاننے کے لئے مفصل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا۔ (مثال کے طور پر حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کی کتاب ”قادیانی شبہات کے جوابات“ جلد دوم وغیرہ)۔

وفاتِ مسیح کا راز اور مرزا قادیانی کا دعویٰ

ایک طرف مرزا قادیانی نے اپنے سے پہلے لوگوں کے نام لے کر یہ دعویٰ کیا کہ فلاں فلاں بھی وفاتِ مسیح علیہ السلام کے قائل تھے، لیکن دوسری طرف اس نے یہ بیان بھی جاری کیا:

”يا اخوان هذا الأمر الذي اخفاه الله من أعين القرون الأولىٰ، وجلىٰ تفاصيله في وقتنا هذا يخفي ما يشاء ويبدي“ اے بھائیو! یہ معاملہ (یعنی وفات مسیح کا راز۔ناقل) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے پہلے زمانوں کی آنکھوں سے چھپائے رکھا اور اس کی تفاصیل اب ظاہر ہوئی ہیں، وہ جو چاہتا ہے اسے مخفی رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے اسے ظاہر کرتا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام، رخ5، صفحہ 426)

اسی کتاب میں ایک اور جگہ یوں لکھا:

”وبقي هذا الخبر مكتوماً مستوراً كالحب في السنبلة قرناً بعد قرن، حتى جاء زماننا هذا ......“ اور یہ خبر (یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ناقل) زمانہ در زمانہ اسی طرح پوشیدہ اور چھپی رہی جیسے دانہ اپنے خوشے میں چھپا ہوتا ہے یہاں تک کہ ہمارا زمانہ آ گیا۔ (آئینہ کمالات اسلام، رخ5، صفحہ 552)

اگلے صفحے پر صاف لکھا:

”فكشف الله الحقيقة علينا لتكون النار برداً وسلاماً“ پس اللہ نے ہم پر حقیقت کھولی تاکہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے۔ (آئینہ کمالات اسلام، رخ5، صفحہ 553)

اب اگر تو واقعی مرزا سے پہلے گزرے وہ لوگ جن کا مرزا نے نام لیا ہے وفاتِ مسیح کے قائل تھے تو مرزا کا یہ بیان جھوٹ ثابت ہوا کہ یہ راز اس سے پہلے کسی پر نہیں کھولا گیا، اور اگر یہ راز مرزا سے پہلے مخفی اور مستور تھا تو پھر مرزا کا یہ دعویٰ کہ فلاں فلاں وفات مسیح کا قائل تھا، جھوٹ ہوا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
اپنے ہی دام میں خود صیاد آ گیا

مرزا قادیانی کا دنیا میں آنا کس کی برکت سے؟

دوستو! مرزا کا دعویٰ تھا کہ وہ دنیا سے صلیب پرستی کو ختم کرنے کے لئے آیا ہے، لیکن دوسری طرف اس نے اس وقت کی صلیبی حکومت کی ملکہ وکٹوریہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:

”......سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔“ (ستارہ قیصرہ، رخ15، صفحہ 118)

تو جس مسیح کا اپنا وجود ہی ایک صلیبی اور عیسائی عورت کی برکت سے ہو وہ کیا صلیب پرستی کو ختم کرے گا؟!

مرزا کے نقلی مسیح اور جعلی مہدی ہونے کا ثبوت

مرزا غلام احمد قادیانی نے قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار قلقل (بجنور۔روہیل کھنڈ) کے نام ایک خط لکھا تھا، اس میں اس نے تحریر کیا کہ:

”میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں، پس اگر مجھ سے کروڑ ہا نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علتِ غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں، پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے، وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی، اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر ایسا کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“ (مکتوبات احمد، جلد 1، صفحہ 498 / الحکم، 24 جولائی 1906، صفحہ 9)

مرزا قادیانی نے صریح الفاظ میں یہ اقرار کیا کہ اس کا کام اور مقصد صلیب پرستی کے ستون کو توڑنا ہے اور اگر یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو وہ جھوٹا،

نیز اس نے صاف طور پر اعلان کیا کہ اگر اس نے اسلام کی حمایت میں وہ کام نہ کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود نے کرنا ہے اور اس کی موت آ گئی تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

مرزا کو مرے ہوئے سو سال سے زیادہ ہوگئے، اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد ہندوستان میں صلیب پرستی میں اضافہ ہوا اور عیسائیت مزید پھلی پھولی (حوالے آگے آ رہے ہیں)، نیز وہ ایک کام بھی نہ کر سکا جو احادیث میں حضرت مسیح علیہ السلام یا مہدی علیہ الرضوان کے بیان ہوئے ہیں، آیئے مرزا سے ہی پوچھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے آ کر کیا کرنا ہے:

''اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔'' (ایام الصلح، رخ14، صفحہ 381)

''اور پھر اسی ضمن میں مسیح موعود کے آنے کی خبر دی اور فرمایا کہ اس کے ہاتھ سے عیسائی دین کا خاتمہ ہوگا اور فرمایا کہ وہ ان کی صلیب کو توڑ دے گا۔'' (شہادۃ القرآن، رخ6، صفحہ 307)

''...... خدا تعالیٰ کی طرف سے صور پھونکا جائے گا تب ہم تمام فرقوں کو ایک ہی مذہب پر جمع کر دیں گے۔''

(شہادۃ القرآن، رخ6، صفحہ 311)

''تب اُن دنوں میں خدا تعالیٰ اس پھوٹ کو دور کرنے کے لئے آسمان سے بغیر انسانی ہاتھوں کے اور محض آسمانی نشانوں سے اپنے کسی مرسل کے ذریعہ جو صُور یعنی قرنا کا حکم رکھتا ہوگا اپنی پُر ہیبت آواز لوگوں تک پہنچائے گا جس میں ایک بڑی کشش ہوگی اور اس طرح پر خدا تعالیٰ تمام متفرق لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کر دے گا۔'' (چشمہ معرفت، رخ23، صفحہ 88)

التجا بارگاہِ ربّ العلیٰ

مسرور کیفی

لفظوں میں کیا بیاں ہو، وصف و کمال تیرا — ہر شے سے نمایاں حسن و جمال تیرا

حکمت کے موتیوں سے بھرپور بات تیری — جو ذات سب سے اعلیٰ، وہ ایک ذات تیری

راتوں میں رنگ تیرا، دن میں بھی تیرے جلوے — شام و سحر بھی دیکھے، اُن میں بھی تیرے جلوے

حدِّ بیاں سے باہر، دنیا کو نعمتیں دیں — جو دے سکے نہ کوئی، ہم کو وہ راحتیں دیں

ہر اہلِ علم و فن کو کیا دَنگ کر دیا ہے — ویرانی جہاں کو، خوش رنگ کر دیا ہے

ارض و سما کے مالک، ارض و سما کے والی — تیرے کرم کی باتیں، تیری طرح مثالی

ذہن رسا کچھ ایسا، ایسی زبان پاؤں — تیری ہی عظمتوں کے دن رات گیت گاؤں

شرمندۂ عمل ہوں، فریاد کر رہا ہوں — ڈرتا نہیں کسی سے، تجھ سے تو ڈر رہا ہوں

دل میں عقیدتوں کے کچھ پھول پھر کھلا دے

پھر سلسلہ ہمارا سرکار ﷺ سے ملا دے

مرزا کے بیٹے اور دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا محمود نے مسند احمد کی ایک حدیث کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

''......اس کے زمانے میں اللہ تعالیٰ سب مذاہب کو ہلاک کر دے گا اور صرف اسلام رہ جائے گا۔'' (حقیقۃ النبوۃ، انوار العلوم، جلد2، صفحہ 508)

مرزا قادیانی کے آنے کا مقصد مرزا کی زبانی

مرزا قادیانی نے کہا تھا: ''میرے آنے کے دو مقصد ہیں، مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں، وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے۔ اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے، دنیا اس کو بالکل بھول جائے، خدائے واحد کی عبادت ہو۔''

(الحکم، 17 جولائی 1905، صفحہ 10)

(جاری ہے)

اس حریفِ بے زباں کی گرم گفتاری بھی دیکھ

مولانا محمد سلمان بجنوری

موجودہ دور میں، دین وشریعت کے خدام اور علم دین کی امانت کے حاملین کی ذمہ داریاں بہت متنوع ہوگئی ہیں اور ان کو مختلف میدانوں میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ آج کی ان سطور میں اسی موضوع سے قریب؛ بلکہ اس کے ایک پہلو کی حیثیت رکھنے والی ضرورت کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ تو معلوم ہے کہ علماء دین وخادمان شریعت کی ذمہ داریوں کا ایک بڑا حصہ، دفاع اسلام سے تعلق رکھتا ہے؛ اس لئے کہ اسلام کے دنیا میں رونما ہونے اور پھیل جانے سے جن ادیان ومذاہب پر قدغن لگی یا اُن کا کردار ختم ہوگیا، اُن کے ماننے والوں نے بجائے دین اسلام کو اختیار کرکے حق پسندی کا ثبوت دینے کے، اُلٹا اسلام کو مٹانے کی سازشیں شروع کردیں اور اس کے لئے اپنے تمام وسائل کو استعمال کیا، اس مذموم ومسلسل عمل کی تفصیلات بھی مستقل کتابوں کا موضوع ہیں۔

سردست اس سلسلے میں انٹرنیٹ پر ہونے والی بعض خطرناک کوششوں کی طرف اشارہ کرنا ہے، یہ تو بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ انٹرنیٹ یا ڈیجیٹل میڈیا نے اس وقت دیگر ذرائع ابلاغ کو پیچھے چھوڑ دیا ہے، یہاں تک کہ الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کا استعمال بھی اب عموماً انٹرنیٹ کے واسطے سے ہورہا ہے، یعنی لوگوں کی بڑی تعداد آج کل ٹی وی کی نشریات بھی موبائل پر دیکھتی ہے اور اخبارات بھی موبائل پر پڑھتی ہے۔ اس طرح ڈیجیٹل میڈیا، اپنی بات پہنچانے کے سب سے اہم ذریعہ کی حیثیت اختیار کرگیا ہے، اسی لئے دشمنانِ اسلام نے بھی پوری تیزی سے دین حق کی مخالفت کے لئے اس کا استعمال شروع کردیا ہے۔

اس وقت بطور نمونہ نیٹ پر چلنے والے ایک خطرناک سیریل (مسلسل الحلقات) کا تذکرہ کرنا ہے، جس کا عنوان ہے: سوال جری، اور اس کو چلانے والے شخص کا نام ہے ال رخ رشید جو پہلے مسلمان تھا اور اس کے والد ایک مسجد کے امام تھے؛ لیکن بدقسمتی سے بیٹا عیسائی بن گیا اور آج وہ اسلام کا ایسا دشمن ہے جو سالہا سال سے اسلام مخالف سیریل چلا رہا ہے، بعض عزیزوں کے متوجہ کرنے پر ہم نے اس سیریل سے واقفیت حاصل کی تو اندازہ ہوا کہ وہ انتہائی خطرناک سلسلہ ہے جو ایک عام آدمی کے ایمان کو متزلزل کرنے کے لئے کافی ہے۔

یہ شخص جو مراکش کا رہنے والا ہے، عربی زبان میں اپنا سیریل چلاتا ہے اور اس کی زبان نہایت آسان، فصیح اور لہجہ نہایت نرم اور مؤثر ہے، اسلامیات پر اُس کا مطالعہ نہایت وسیع ہے، اس کی ہر قسط ایک گھنٹہ یا اس سے کچھ کم یا زیادہ وقت کی ہوتی ہے اور یہ تفسیر وحدیث، سیرت اور اسلامی تاریخ کے حوالوں کے ساتھ بات کرتا ہے، اس کے فتنہ کی سنگینی کا اندازہ کرنے کے لئے آپ اس کے چند عنوانات یا موضوعات پر نظر ڈال لیں، ان میں سے ہر عنوان پر وہ ایک الگ نشست میں تفصیلی بات کرتا ہے۔

بطور نمونہ: (۱)"ھل القرآن وحي من اللّٰہ؟" کیا قرآن اللہ کی طرف سے آنے والی وحی ہے؟ اس سوال کے تحت وہ بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ قرآن، اللہ کا کلام نہیں ہوسکتا۔

(۲)"ھل محمد رسول من عند اللّٰہ؟" کیا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ اس سوال کے تحت وہ اپنے ذہن کے مطابق اس بات پر دلائل قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول نہیں ہوسکتے۔

(۳)"ھل کان محمد علیٰ خلق عظیم؟" کیا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خلق عظیم کے حامل تھے؟

(۴)"ھل صحیح أن قریشًا کانت تلقب محمدًا بالصادق والأمین؟" کیا یہ بات صحیح ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قریش والے صادق وامین کہتے تھے؟

(۵)"من أین أخذ القرآن قصة عیسیٰ (علیه السلام)؟" قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ کہاں سے لیا ہے؟

(۶)"أخطاء القرآن في الحدیث عن اللّٰہ؟" اللہ رب العزت کے بارے میں قرآن کریم

کی اغلاط۔

(۷) ''کذوبۃ تحدی القرآن للعرب بان یاتوا بمثلہ'': قرآن میں عربوں کو قرآن کا مثل پیش کرنے کا چیلنج جھوٹ ہے۔ نعوذ باللہ!

اس طرح کے گمراہ کن اور اشتعال انگیز عنوانات دس بیس نہیں ہیں پانچ سو سے اوپر ہیں، آخری قسط جس پر ہماری نظر پڑی ہے اس کا نمبر ۳۲۵ ہے اور اس کا عنوان ہے: ''ھل أراد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) أن یکون ھو المسیح؟'' کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو مسیح کی حیثیت سے پیش کرنا چاہتے تھے؟

ان عنوانات سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ شخص کس قسم کے موضوعات پر گفتگو کرتا ہے اور اگر آپ اس کی کسی قسط کو سن لیں تو آپ تکلیف اور غم و غصہ محسوس کرنے کے علاوہ اس بات پر حیران ہوں گے کہ یہ شخص کس درجہ چالاکی سے بات کرتا ہے، اس کا لہجہ نرم اور لچکیلا ہوتا ہے، پوری خود اعتمادی کے ساتھ اسلامی کتابوں کے حوالے پیش کرتا ہے اور ایک ایک لفظ پر بھرپور بحث کرکے اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی ایک قسط سن کر ہی اندازہ ہوجاتا ہے کہ عام مسلمان آدمی جس کا دینی علم گہرا نہ ہو اور خاص طور سے وہ لوگ جو عصری تعلیم یافتہ ہوں اور دینی تعلیم وتربیت سے بہرہ مند نہ ہوں بڑی آسانی سے اس کا شکار ہوسکتے ہیں اور ہماری معلومات کے مطابق نوجوان طبقے میں اس کے زہر کے اثرات کچھ نہ کچھ آ بھی چکے ہیں۔

یہ سیریل اس موضوع پر دشمنان اسلام کی سرگرمی کا ایک نمونہ ہے ورنہ خود عربی زبان ہی میں اس طرح کی بے شمار ویب سائٹس کام کررہی ہیں اور جب عربی میں یہ حال ہے تو انگلش اور دیگر زبانوں کا کیا حال ہوگا؟ اندازہ لگانا مشکل ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ اس قسم کے معاندین اسلام جو کچھ پیش کرتے ہیں وہ غلط ہے اور جو نتائج وہ اخذ کرتے ہیں وہ دھوکہ ہے: لیکن کیا اس سے بھی انکار ممکن ہے کہ یہ چیزیں ایک عام شخص کے لئے حد درجہ ایمان سوز اور خطرناک ہیں اور کیا یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ اس قسم کی کوششوں کا مقابلہ سرسری مطالعہ یا معمولی محنت سے ناممکن ہے؟ بلاشبہ اس کے لئے ایک طرف اسلامی تعلیمات اور تفسیر، سیرت، تاریخ اور حدیث کے ذخیرے پر گہری نظر کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف دیگر مذاہب وادیان بالخصوص عیسائیت ویہودیت کا وسیع مطالعہ اور ان کی کمزوریوں پر گہری نظر درکار ہے۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ ان چیزوں کی تردید کے لئے ہمارے سامنے یقیناً کچھ حدود وقیود آئیں گی: کیوں کہ ہم ہر حال میں اس بات کے پابند ہیں کہ کوئی بھی کام خواہ وہ دفاع اسلام کی خدمت ہی ہو دینی وشرعی حدود میں رہ کر ہی کریں اور ان معاملات پر غور وفکر اور فیصلہ کرنا فقہاء ومفتیان کرام کا کام ہے: لیکن کیا ہم لوگ اس کی علمی تیاری سے بھی بے نیاز رہ سکتے ہیں؟ کیا ان موضوعات پر وسیع مطالعہ کی راہ میں بھی کوئی پابندی حائل ہے؟ اور کیا ان موضوعات پر تالیفات کا انبار لگا دینا بھی کوئی ممنوعہ عمل ہے؟ کیا آج بھی تحریر ہی تمام دینی کاموں کے لئے بنیادی حیثیت نہیں رکھتی؟ کیا آج بھی کتاب کے ذریعہ اپنے افکار کو ساری دنیا میں عام کرنے کا عمل جاری نہیں ہے؟ یقیناً ہم اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری سے صرف نظر نہیں کرسکتے۔

(بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند فروری ۲۰۱۸ء)

مسلمانوں کا المیہ

مسلمانوں کی قومی زندگی کا سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے قومی اور تہذیبی معاملات پر سنجیدگی اور متانت کے ساتھ بہت کم اور جذباتیت کے ساتھ زیادہ غور کرتے ہیں، چناں چہ ان کو ایسے لیڈر پسند ہیں، جو اسٹیج پر کھڑے ہوکر اشتعال انگیز باتیں کہہ جائیں، مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی کا بھیانک نقشہ ان کے سامنے پیش کریں اور اس زبوں حالی میں جن لوگوں کا دخل ہے ان کو بُرا بھلا کہیں، اسی طرح وہ ان اخبارات کی طرف زیادہ مائل ہیں، جن کی تنقید وصاف بیانی کا نشتر زیادہ سے زیادہ تیز ہو!

اس کے برخلاف جو زعما اور اکابر اپنے اپنے حلقوں میں ٹھوس، مفید اور تعمیری کام انجام دے رہے ہیں، مگر زبان اور قلم دونوں کو محتاط اور اپنے قابو میں رکھتے ہیں، ان کی مسلمانوں میں نہ زیادہ پوچھ ہے اور نہ ان کے دلوں میں ان کی زیادہ قدر ہے، یہی وجہ ہے کہ جو مخلص ٹھوس تعمیری کام انجام دے رہے ہیں، جن کے نتائج آگے چل کر مسلمانوں کی قومی زندگی بنانے میں نہایت عظیم الشان اور دُور رَس ہوسکتے ہیں اور ان شاء اللہ ہوں گے، ان کی طرف سے قوم کی بے اعتنائی اور بے توجہی کا یہ عالم ہے کہ ان غریبوں کو اپنا کام چلانا بھی مشکل ہے اور ان کے برعکس جن لوگوں کی قومی قیادت کی معراج گلے کی رگیں پھلا کر، آنکھوں کو شرربار کرکے اور جسم کو مرغ بسمل کا ہمزاد بنا کر چند تقریریں کرلینا ہے، ان کا کوئی کام رکا ہوا نہیں ہے۔ (برہان، اپریل 1954)

مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

37 واں

سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
اِن شاءاللہ

بتاریخ

21 اپریل 2018 تا 12 مئی 2018

مطابق

۴ شعبان ۱۴۳۹ھ تا ۲۵ شعبان ۱۴۳۹ھ

زیر سرپرستی

استاذ المحدثین
حضرت مولانا ڈاکٹر
عبدالرزاق اسکندر صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670